

محدث

وَرَدَّ الْحَيَاةَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

وَسِرَّ حَقِّقَ مَنِيَّ

١٢ — ٢



مَجْلِسُ الْحَقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ

مَدِيرُ أَعْلَى

حَافِظُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَدَنِي

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا - کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور حافظ عبدالرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور لحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فنی شماره: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی

مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۷۴۷۰۰

فون نمبر: 0305 - 4600861 / 042 - 3586639 / 35866476 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے محدث کے مقاصد

✍ عناد اور تعصب قوم کیلئے زہر ہلا بل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

✍ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوس بنانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

✍ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اُقدار کے منافی ہے!

لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

✍ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

✍ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

✍ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لاہور

محدث

ماہنامہ

عدد ۲

صفر المظفر ۱۴۰۲ھ (مطابق دسمبر ۱۹۸۱ء)

جلد ۱۲

مدیر اعلیٰ

حافظ عبدالرحمن بدنی

مدیر معاون

اکرام اللہ صاحب

دفتر رابطہ

(فون) صدر دفتر:
۸۵۲۸۹۷

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور ۱۳

ذیلی دفتر:
۵۴۸۷۳

شاعر و ناشر: شاعر فاطمہ جلیح، لاہور
طابع: چودھری رشید احمد
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۰ شارع فاطمہ جلیح، لاہور

نرخہ: ۱۵۰ روپے
نقذہ: ۱۵۰ روپے

فہرست مضامین

فکرو نظر :

- ۱۔ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء؟ اکر ام الشہ ساجد
الکتاب والحکمة: ۳
- ۲۔ نزول قرآن اور اس کی ترتیب عبدالرشید عراقی
مقالات: ۱۲
- ۳۔ ان الدین عند اللہ الاسلام شیخ محمد صادق خلیل
تاریخ و سیر: ۲۲
- ۴۔ دو پروانے شمع رسالت کے جناب طالب ہاشمی
۳۲
- ۵۔ معالم المدینۃ المنورۃ جناب سعید مجتبیٰ السعیدی
۳۸
- ۶۔ ہائے یہ پھول کبھی نذرِ خزاں بھی ہونگے مولانا عبدالرحمن عابدی
۱۱
- ۷۔ اب نغمہ سرائی ہے تری باعث صدنگ جناب اسرار احمد ہاشمی
۳۱
- ۸۔ کتنے ان میں سے گئے دنیا سے بے گور و کفن مولانا عبدالرحمن عابدی
۴۴
- ۹۔ عالم برزخ — ”صلی اللہ علیہ وسلم“ اکر ام الشہ ساجد، جناب طالب ہاشمی
۴۵

”محدث“ اعزازی وصول کرنے والوں کی خدمت میں زیر سالانہ کی ترسیل کے متعلق خطوط روانہ کیے جا چکے ہیں جن میں سے بیشتر کے مثبت جوابات وصول ہو چکے ہیں۔ جن اجاب نے دفتر کو ابھی تک کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں دی ان کے جوابات کا انتظار آئندہ شمارہ کی اشاعت تک کیا جائے گا، اس کے بعد ”محدث“ ان کی خدمت میں بذریعہ وی۔ پی۔ پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جسے وصول کرنا ان کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہوگا۔ اگر آپ کسی وجہ سے وی۔ پی۔ پی وصول کرنے یا ترسیل زیر سالانہ کے لیے تیار نہیں ہیں تو فوراً کوئی الفور مطلع فرمائیں تاکہ آپ کے نام ”محدث“ کی ترسیل روک دی جائے۔ علمی شخصیات اور اہل قلم حضرات اس فیصلہ سے مستثنیٰ ہیں! (یمنجر)

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

پاکستان کو معرض وجود میں آنے تینتیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا — اس دوران کئی حکومتیں تبدیل ہوئیں اور مختلف نظامائے حکومت آزمائے گئے، لیکن نہ تو کسی حکومت کو استحکام نصیب ہو سکا اور نہ ہی یہاں کوئی طرز حکومت کامیاب ہو سکا، بلکہ نت نئے تجربوں نے خود ملک کی سلامتی ہی کو داؤ پر لگا دیا — چنانچہ جو لوگ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو نقشہ دنیا پر ایک نئی اسلامی مملکت کے وجود سے آشنا ہوئے تھے، تیس ہی سال بعد (دسمبر ۱۹۷۶ء) میں ایک تلخ حقیقت کا سامنا کر رہے تھے — سقوطِ ڈھاکہ کوئی معمولی حادثہ نہ تھا کہ جس کی یاد ذہنوں سے بھلائی جاسکے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ یہ حادثہ ہمارے فکر و نظر میں ایک اہم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتا اور اس تازیانہ قدرت میں ہم اپنے لیے عبرتوں کے نئے سامان تلاش کرتے، لیکن اس کے بعد کا چھرت سالہ دور ایسا دور ہے کہ جسے نرم سے نرم الفاظ میں بھی ”نظریہ پاکستان سے بغاوت کا دور“ قرار دیا جاسکتا ہے — تاہم اس ملک کے عوام، جو ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ“ کا نعروہ ہر دور حکومت میں بلند کرتے رہے ہیں، ”لا الہ الا اللہ“ کی اس نئی اور انوکھی تعبیر کو برداشت نہ کر سکے اور بالآخر وہ لاوا پھوٹ نکلا جو ان کے ذہنوں میں مدتوں سے گھل رہا تھا — یہ حقی ”دو تحریک نظامِ مصطفیٰ“ جس نے آتش فشاں کی شکل اختیار کر کے تمام غیر اسلامی نظریات کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا۔!

۵ جولائی ۱۹۷۶ء اس نئے دور کی ابتداء ہے جب پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا نہ صرف احساس ابھرا بلکہ اس کے لیے کچھ عملی اقدامات بھی ہوئے — رفتار اگرچہ سست ہے تاہم اس سلسلہ کی کوششوں میں جو خلوص کار فرما اور اس کی تہ میں جو جذبہ کروٹیں لے رہا ہے اسے نظر انداز

کرنا انتہائی زیادتی اور اس سے انکار یکسر ناممکن ہے!

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ نفاذ اسلام کی اولیں خشت ”لا الہ الا اللہ“ یعنی توحید ہے اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کے گرد تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت گردش کرتی رہی ہے۔ سورہ ہود میں حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت شعیبؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعوت کا ذکر ہے، الفاظ اگرچہ مختلف ہیں لیکن مفہوم ایک ہی ہے کہ:

”يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ“

کہ ”اے قوم (صرف) اس اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں!“ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں کی اصلاح اور ان کی رشد و ہدایت کے لیے مرکز و محور اسی چیز کو قرار دیا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قُولُوا لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلِبُوا أَلْبَابَكُمْ إِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَرِ“

کہ ”اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لو، نجات پا جاؤ گے، یہی نہیں بلکہ اس بنا پر عرب و عجم تمہارے زیر نگیں آجائیں گے!“

لیکن اس مقام پر پہنچ کر ہمارے سامنے سوچ کی کچھ نئی لہریں ابھرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبینِ اولین (مشرکین) کہ وہ لوگ تھے جو نہ صرف وجودِ باری تعالیٰ سے آشنا تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاقی اور ربوبیت کے قائل اور اس کو فاطر السموات والارض بھی مانتے تھے۔ سورۃ العنکبوت میں ارشادِ ربّانی ہے:

”وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ“

کہ ”اے پیغمبر! اگر آپ ان (لوگوں) سے یہ سوال کریں کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے اور شمس و قمر کی تسخیر کس کے قبضہ قدرت میں ہے؟ — تو جواب میں ضرور کہہ دیں گے کہ اللہ ہی زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو مسخر کرنے والا ہے!“

وَلَيِّن سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ وَنَزَّلَ مِنْ اَبْعَدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ“

”اور اگر آپ اُن سے یہ پوچھیں کہ آسمانوں سے پانی برسا کر مردہ زمین کو زندگی

کس نے عطا فرمائی؟ — تو بھی جواب میں یہ اللہ ہی کا نام لیں گے!“

پس مشرکین مکہ کو مشرک اس لیے نہیں کہا گیا کہ وہ اللہ کی ہستی کا انکار کرتے تھے یا کہ خالق ارض و سما اور رب کائنات نہیں مانتے تھے — بلکہ یہ چیز تو ہمیں دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ ان اعتقادات کے باوصف بھی ان کو توحید کی دعوت کیوں دی گئی کہ جس کے نتیجے میں یہ لوگ آپ کی مخالفت میں اس قدر دور نکل گئے کہ نوبتِ شمشیر و سناں تک پہنچی؟

اس سوال کا جواب ہمیں قرآن کریم کی اسی سورہ کے اسی مقام پر ملتا ہے :

”فَاذْكُرُوا فِي الْفُلِ دَعْوَا اللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ - فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ“

کہ ”جب یہ مشرکین کشتی میں سوار ہوتے ہیں (اور کشتی کے ہر آن ڈوبنے کا خدشہ انہیں لاحق ہو جاتا ہے) تو دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے صرف اسی کو پکارتے ہیں، لیکن جب ان کی کشتی (اس مصیبت سے بچ کر) بفضلہ تعالیٰ ساحل آشنا ہوتی ہے تو اچانک وہ دوسروں کو اس کی خدائی میں شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔“

گویا یہ لوگ ایک اللہ کو مانتے تو تھے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ دوسروں کو بھی اس کی صفات میں شریک گردانتے تھے — وہ خود اعتراف کیا کرتے تھے :

”مَا تَعْبُدُوهُ إِلَّا لِيُقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ — هُوَ كَذَّابٌ أَفْعَاوُنَا عِنْدَ اللَّهِ۔“

کہ ”ہم ان بزرگوں اور بتوں کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ سے ہمیں قریب کر دیں — کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں!“

یعنی ان کا انتہائی مقصود (بقول ان کے) اگرچہ ”تقرب الی اللہ“ تھا، اس کے باوجود ان کی اس حرکت (دوسروں کو اللہ کی خدائی میں شریک ٹھہرانے) کو شرک قرار دیا گیا اور ناقابلِ معافی جرم بھی :

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ شُرْكُ بِهِ وَيَخْفَىٰ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ“

کہ ”اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرمائے گا، ہاں اس کے علاوہ

(گناہ) جسے چاہے بخش دے۔“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت پر کمر بستہ ہونے کا ان کے نزدیک ایک بڑا سبب یہ تھا کہ:

”أَجْعَلُ الدِّلْهَةَ الْهَاءَ وَاحِدًا، إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجَابٌ!“

”یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بہت سے معبودوں سے منہ موڑ کر صرف ایک معبود کی دعوت دیتا ہے۔۔۔ یہ تو بڑی ہی عجیب و غریب دعوت ہے!“

قرآن کریم کی روشنی میں مشرکین مکہ کے اعتقادات کی حدود متعین کر لینے کے بعد ہمیں انتہائی دکھ ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آج ہماری اکثریت بھی انہی بد اعتقادیوں کا شکار ہے جن کا شکار مشرکین مکہ تھے۔۔۔ اس دعوے کی دلیل کے طور پر نوائے وقت کی دو خبروں پر ایک نظر ڈال لینا کافی ہوگا:

۱۔ آج عشاء کے بعد بستی دروازہ کھول دیا جائے گا؛

(نوائے وقت اکتوبر ۱۹۸۱ء)

۲۔ آج ”حضرت داتا گنج بخش“ کے ”مزار مبارک“ کو ۵۰ من عرق گلاب سے غسل دیا

جائے گا۔۔۔۔۔ غسل کے وقت تلاوت کلام پاک کی جائے گی؛

(نوائے وقت، نومبر ۱۹۸۱ء)

علامہ ازہر:

۶۔ نومبر بروز جمعہ ۱۹۸۱ء کو ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔۔۔ ضلع گجرات کے

مختلف مقامات پر سپیشل بسٹائن کھڑی تھیں اور مساجد کے لاؤڈ سپیکر دل سے یہ اعلان گونج رہے تھے:

”سنی سلطان باہو کے میلے پر جانے کے لیے بس اڈہ پر تیار کھڑی ہے، جو

لوگ وہاں جانا چاہیں اڈہ پر پہنچ جائیں!“

سچ ہی تو کہا تھا مولانا حالی نے

کرے غیر بُست کی: پوچھا تو کافر

کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

بنائے خدا کا جو بیٹا تو کافر

جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کٹا دہ ہیں راہیں
 رستہ کش کریں شوق سے جس کی جا ہیں
 نبی کو جو چاہیں خدا اگر دکھائیں
 اماں کا ترس نبی سے بڑھائیں !
 مزاروں پہ دن رات نذرین چڑھائیں
 شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں !
 نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے ،
 نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے !

ہمیں افسوس ہے کہ موجودہ پاکستان کی ایک اعتقادی جھلک دکھانے کی کوشش میں ہم
 اپنی حسن ظنی کو برقرار نہ رکھ سکے۔ لیکن تصویر کی صحیح حکاسی کے لیے ان خطوط کو بدن ممکن تو
 نہ تھا۔ واقعات کی نشاندہی کے لیے ہم دوسرے (خلاف واقعہ) الفاظ تو استعمال
 نہ کر سکتے تھے۔ اے کاش! یہ واقعات وقوع پذیر ہی نہ ہوتے اور ہمیں یہ سطور لکھنے کی
 ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ پس یہ دردِ دل تو اب صفحہ قرطاس پہ بکھر ہی جانا چاہتا
 ہے۔ ان حرکتوں کے انجام سے بے خبر مسلمان قوم کے غم میں بسنے والے اُن سوابِ سیاہی
 بن کر کاغذ کے سینے پر چل جانے کے لیے بے تاب ہو اُٹھے ہیں۔ کہ اے وہ لوگو! کہ اپنے تئیں
 مسلمان کہلاتے اور محبتِ رسولؐ ہونے کا دعوے رکھتے ہو، سوچو کہ آج تمہارے حالات وہی نہیں
 جو مشرکین مکہ کے تھے؛

پاس کون سی دلیل ہے؟ ایک طرف تمہارے سامنے یہ فرمانِ نبویؐ ہے:
 ”مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رَّيَاضِ الْجَنَّةِ“
 کہ ”میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک
 باغیچہ ہے!“

لیکن پُرے ذخیرہ حدیث میں کہیں آپؐ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ جو شخص
 ”رَوْضَةٌ مِّنْ رَّيَاضِ الْجَنَّةِ“ میں سے گزر جائے گا، جنت اس پر واجب ہو جائے
 گی؟

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک!

کیا اس کی کوئی دلیل تمہارے پاس موجود ہے؟ — کیا انہی بے سرفیاب توں کا نام دین اسلام ہے؟ — اور کیا یہی وہ دین اسلام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَنُكَفِّرَهُ الْإِثْمَ كُلَّ“

غسل دینا

”إِنَّ الْكُفَّارِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ“ کے علاوہ کیا ”هُوَ كَلَامٌ شُفَعَاءُ نَاعِدًا“ کی یہ رٹ ہمیں انہی لوگوں کے ہمدوش نہ کر دے گی جو بدرواح کے میدانوں میں والی بطحار کے مقابلے میں تلواریں لے کر نکل آتے تھے؟ — آخر ”مَا نَعْبُدُ هَهُنَا إِلَّا لِيُقَرَّبَ بُونَا إِلَى اللَّهِ ذُلْفَى“ کا یہ طلسم کب ٹوٹے گا؟ — ”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ“ کی رمز لطیف کو پہچاننے سے تم کب تک انکار کرتے رہو گے؟ — ”إِجْذِبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا“ کی برکتوں سے تم کب تک کنارہ کش رہو گے؟ — ”فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ“ کے تقاضوں کو تم کب پورا کرو گے؟ — ہم یہودی نہیں، عیسائی نہیں، مسلمان ہیں لیکن جو کام وہ کیا کرتے تھے آج انہی کو ہم دین اسلام سمجھے بیٹھے ہیں — انہی کو تو توں کی بنیاد پر تو رحمت عالم نے ”رحمة للعالمین“ ہوتے ہوئے بھی ان پر لعنت بھیجی:

”لَعْنُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وُصُولًا لِحَبِيقِهِمْ مَلْبُجًا“

کہ ”یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور اپنے بزرگوں کی قبروں کو مسجد گاہ بنالیا تھا!“

— تو پھر ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر حوض کوثر سے، ساقی کوثر کے ہاتھوں آب کوثر پینے کی آس کیوں لگاتے بیٹھے ہیں؟

— جو قرآن کریم تم نے ”مزار مبارک“ کو غسل دیتے وقت پڑھا تھا، کیا یہ آیت اسی قرآن کی نہیں؟

”اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمُّرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا“ کالائلا لاهو ط سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ“

کہ ”ان (یہیونہا) نے اپنے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب بنالیا تھا اور عیسیٰ بن مریم کو بھی۔۔۔ حالانکہ انہیں صرف خدا کے واحد کی پرستش کا حکم دیا گیا تھا۔“

کیا ان مزاروں کے چکر تم اسی لیے نہیں کاٹتے کہ نامراد نہ رہو، بامراد بن جاؤ؟
کیا تم اسی مقصد کی خاطر ان آستانوں پر نہیں جھکتے؟۔۔۔ ان
چوکھٹوں پر اپنی پیشانیاں رکھ کر انہیں شرک کی نجاستوں سے آلودہ نہیں کرتے؟
آہ! ”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ کی بلندیوں سے گر کر کُڑھ
نَدَنہٗ اسْفَلَ سَفَلِیْنِ“ کے مہلک غاروں کا شکار تھی کو ہونا تھا؟۔۔۔ لیکن تم تو وحید
کے چین کو نکھارنے نکلے تھے، پھر اس کی بہاروں کو خزاؤں کا پیغام کیوں دینے لگے؟
تم سے کسی یتیم کے آنسو تو نہ پونچھے گئے۔۔۔ کسی غریب کی فریاد تمہارے
ہاتھوں کو جیب تک تو نہ پہنچا سکی۔۔۔ تمہارے ہمسایے تو بھوکے ہی سو گئے، لیکن شرک
کی بستیوں کو آباد کرنے کے لیے تم نے ہزاروں روپے لٹا ڈالے۔۔۔ بسوں کی قطاریں کھڑی
کردیں۔۔۔ آہ! جہنم کے ٹکٹ تم نے کیوں بانٹے؟ اور اپنے علاوہ دوسروں کی بھی
عاقبت تم نے کیوں برباد کی؟

اور۔۔۔

مساجد کے لاؤڈ سپیکروں سے میلوں ٹھیلوں میں شمولیت کا اعلان کرتے وقت تم نے
مساجد کے احترام کو بھی ملحوظ نہ رکھا؟۔۔۔ تم نے مساجد سے متعلق قرآن مجید کی اس
آیت کو بھی فراموش کر دیا؟

”وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا!“

کہ ”مساجد (فقط) اللہ ہی کے لیے ہیں، لہذا (ان میں) تم اللہ کے ساتھ کسی
دوسرے کو نہ پکارو!“

اور تم ہو کہ غیر اللہ کے در کا طواف کرنے کے لیے تم نے اپنی کا انتخاب کر ڈالا؟

پس بے وہ لوگو کہ اس ملک میں نفاذ اسلام کے علمبردار ہو، اور معاشرتی خرابیوں سے
نالائ، ان کا علاج ڈھونڈنے کے لیے نکلے ہو۔۔۔ ان پرستے ناسوروں کا واحد علاج

مقابلہ کے لیے بھی نہیں توجید ہی کے السلحہ خانے کی گرز البرز شکن کی ضرورت ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہی وہ تلوار ہے جو درجہ دیکرے راکٹوں اور میزائلوں کا توڑ ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو ماضی کے جھوٹوں سے پردہ ہٹا دیکھو۔ قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں نہیں یہ بجلیاں کو نڈتی ضرور نظر آجائیں گی۔ ————— وما علینا الا البلاغ!

اکرام اللہ ساجد

مشروداد

مولانا عبدالرحمن عاقر

ہاتے یہ پھول کبھی نذر خزاں بھی ہوں گے

ہم انہیں ڈھنڈھی لینے دے جا بھی ہونگے
دیکھ! اس پر مرے قدموں کشتاں بھی ہونگے
تو جہاں ہو گا ترے سوختہ جا بھی ہونگے
نارِ دوزخ میں دُشعلہ بیا بھی ہوں گے
قافلے جانبِ منزل رواں بھی ہوں گے
ہاتے یہ پھول کبھی نذر خزاں بھی ہونگے
تیرے افعال کبھی احسب جا بھی ہونگے
تیرے شیدا جو تہ نوکِ سناں بھی ہونگے

پس پردہ بھی وہ رگ جا بھی ہونگے
بالیقین! محبت ہے رہ کر ب و بلا!
غیر ممکن ہے جہاں شمع ہو پڑا نہ ہو،
جن کے اقوال و اعمال میں رہتا ہے تضاد
دن نکل آیا ہے سورج کی تپش بڑھنے لگی
جن کی خوشبو سے مہکتا ہے مرا گلشنِ دل
تیرے افعال سے دل وقف الم رہتا ہے
جھوم اٹھیں گے وہ اعزاز سمجھ کر اپنا

ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جن دن عاقر
تیرے اعمال جو نہاں ہیں عیاں بھی ہوں گے

نزول قرآن اس کی ترتیب اور

بعض سورتوں کا پس منظر اور تعارف !

مکی سورتوں کا دورِ آخر ۱۲ نبوی تا ۱۳ نبوی

نمبر شمار	سورت	سن نزول تقریباً	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۱	یس	۱۲ تا ۱۳ نبوی	قسم کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق، قرآن پاک کے نزول کی غرض و غایت، کفار کو ظلم و ستم سے ڈرانا، اس بارے میں کفار کو بار بار ڈرایا گیا، توحید الہی، انسانی کمالات کا ذکر اور بعض انبیاء علیہم السلام کے حالات، دعوت کو زوردار طور پر پیش کیا گیا ہے۔
۲	بنی اسرائیل	۱۳ نبوی	واقعہ معراج و اسرار کا ذکر، بنی اسرائیل کا ذکر فرما کر کفار کو تنبیہ اور قرآنی دعوت قبول کرنے کی تلقین، انسانوں کی سعادت و شقاوت، مہدار و معاد کا ذکر، توحید الہی، نبوت پر دلائل، اخلاقیات کی تعلیم یعنی عبادت الہی، والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک، مسکین اور مسافروں کی امداد، فضول خرچی کی مذمت، قتل اولاد کی مذمت، زنا، قتل اور مالِ یتیم ناحق کھانے کی ممانعت، پورا تو لے کر کی تلقین، دعوت سے اعراض پر تنبیہ، قصہ آدم، ہجرت کی طرف اشارہ، اقامتِ صلوٰۃ قرابت قرآن، صلوٰۃ تہجد کی تلقین وغیرہ۔

نمبر شمار	سورت	سین و دل تقریباً	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۳	یونس	۱۳ نبوی	توحید الہی اور عقیدہ آخرت پر دلائل، غلط فہمیوں کا ازالہ، غفلت پر تنبیہ، رسالت پر شکوک اور شبہات کا ازالہ، آخرت کی زندگی کے لیے تلقین، انسانی فطرت کی عکاسی، کمال درجہ کے مواعظ، بعض انبیاء کے حالات اور مسلمانوں کو ہجرت کی طرف اشارے۔
۴	ہود	۱۳ نبوی	سورۃ یونس کے طرز پر! صرف طرز بیان میں تبدیلی۔
۵	یوسف	۱۳ نبوی	قرآن پاک کی حقانیت، حضرت یوسف علیہ السلام کے تفصیلی حالات بتلا کر کفار کو تنبیہ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی اور آئندہ عروج حاصل ہونے کی طرف اشارہ۔
۶	انعام	۱۳ نبوی	بطلان شرک، عقیدہ آخرت کی دعوت، توہمات جاہلانہ کی تردید، اخلاقیات کے بڑے بڑے اصول، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو تسلی، انکار اور اعراض پر معذب قوموں کے حالات بتلا کر تنبیہ، آخرت کی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم کو توحید کی دعوت اور توحید پر دلائل، متعدد انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دلائل، ذبیحہ کا ذکر، حرام نہ کھانے کی تلقین، مراسم جاہلیت کی تردید اور مذکورہ بالا اخلاقیات کے موٹے موٹے اصول۔
۷	النحل	۱۲ یا ۱۳ نبوی	سورۃ انعام کے آخری جزو کے علاوہ باقی مضامین میں مماثلت ہے۔
۸	ابراہیم	۱۳ نبوی	کفار کو انکار دعوت اور دعوت کے ناکام کرنے کی تدابیر پر فحاشی، کفار قریش کو سخت توہین، قوم موسیٰ اور فرعون کے حالات، انبیاء کو ہجرت پر مجبور کر دینے والے حالات، مومنین کا انجام خوش، اتباع رسول کی دعوت انسان
۹	المومنون	۱۳ نبوی	

نمبر شمار	سورت	سن و دل تہ	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۱۰	العنکبوت	۱۳ نبوی یا ۱۳	زمین اور آسمان کی پیدائش کا ذکر، انبیاء کرام کے حالات۔ ظلم و ستم پر مسلمانوں کو استقامت کی تلقین اور ہجرت کی طرف اشارہ، کفار کے مظالم پر سخت نیکر، انبیاء کرام پر مظالم کی داستانیں۔
۱۱	المطففین	۱۳ نبوی یا ۱۳	کم تو لے اور کم نہ پنے پر تنہد و توبیخ، آخرت کی دعوت اور کفار کا انجام بد، مومنین کا انجام خوش۔
۱۲	الرعد	۱۳ نبوی یا ۱۳	دعوت رسول کی تصدیق، مبداء و معاد، آخرت، توحید الہی پر دلائل۔

مکی سورتوں کے آخری دور کی بعض سورتوں کا پس منظر

اس دور کی بعض سورتوں کا پس منظر پیش خدمت ہے:

سورة بنی اسرائیل:

اسی دور کی ایک سورت بنی اسرائیل ہے جس کا دوسرا نام اسرائ ہے اور یہ سورت واقعہ معراج کے بعد فوراً نازل ہوئی، اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَىٰ“

”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا“

سیرت نگاروں اور مفسرین کرام نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو ”اسرائی“ کا نام دیا ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں اور اس سے آگے تک کے سفر کو ”معراج“ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ معراج کی تفصیل احادیث اور سیرت کی کتابوں میں درج ہے اور علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ معراج کا منکر شخص کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

سورة یٰس: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت کے ارادہ سے مگر سے نکلے

اور کفار نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو آپ نے سورۃ لیس پڑھ کر ان پر مٹی پھینکی تھی۔ یہ سورۃ ہجرت سے کچھ قبل نازل ہوئی تھی احادیث میں اس سورت کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں۔ آپ نے اس سورت کو قرآن پاک کا دل قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی) اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ”میری خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کو سورۃ لیس یاد ہو۔“

سورۃ الانعام:

یہ سورۃ مکہ معظمہ کے آخری دور میں نازل ہوئی اور تمامہ یکبارگی نازل ہوئی۔ جمہور مفسرین کے نزدیک یہ پوری سورت مکی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۲۲)

اس سورت میں خاص خاص جو چیزیں بیان ہوئی ہیں یہ ہیں:

- ۱۔ شرک کا بطلان اور عقیدۃ توحید کی دعوت۔
- ۲۔ کفار کی تردید، جو وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔
- ۳۔ توہمات جاہلیت کی تردید۔
- ۴۔ اخلاق حسنہ کی تلقین و تعلیم۔
- ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو تسلی۔
- ۶۔ منکرین اور مخالفین کو سخت تنبیہ۔

مدنی سورتوں کا دور اول از ۱۰ھ ہجری تا ۱۰ھ

مکی دور کے بعد اب مدنی سورتوں کی تفصیل اور پس منظر پیش خدمت ہے۔ مدنی دور کی سورتوں کا دور اول ۱۰ھ ہجری تا ۱۰ھ ہجری ہے۔ اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کا خلاصہ اور مرکزی موضوع اور بعض سورتوں کا پس منظر مختصراً درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سورت	سن نزول	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۱	المطففين	۱۰ھ ہجری	تفصیل مکی دور کی سورتوں میں بیان ہو چکی ہے
۲	الانكبت	۱۰ھ ہجری	" " " "
۳	الرعد	۱۰ھ ہجری	" " " "
۴	البقرة	۱۰ھ ہجری	اسلامی دعوت کا جدید مرحلہ، منافقین اور بنی اسرائیل کے

نمبر شمار	سورت	سن نزول	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۵	الانفال	۲، ۳ ہجری	حالات، اسلامی شریعت کے بیشتر مسائل، تحویل قبلہ، حج، روزہ، زکوٰۃ، طلاق، نکاح، ضاعت، تقریباً ہر نوع کے مسائل، غزوہ بدر، مسلمانوں کی نصرت، کافروں کی ریشہ دوانیاں، مسلمانوں کی بعض کمزوریوں پر نثرندہی، تقسیم مال غنیمت، قیدیوں کے احکامات، یہودیوں کی ریشہ دوانیاں، قانون صلح و جنگ۔
۶	آل عمران	۲ تا ۹ ہجری	جنگ بدر واحد کے حالات، اہل کتاب اور مومنین سے خطاب عام، یہود و نصاریٰ کی اعتقادی گمراہی، مسلمانوں کو بہترین امت بننے کی ہدایت، حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کے تفصیلی حالات، بیت اللہ کی عظمت، سود خوری کی مذمت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، دعوت میں استقامت اور عزیمت کی تلقین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرائض منصبی، بنی اسرائیل کا رسالت پر دلیل طلب کرنا اور ان کو جواب۔
۷	احزاب	۵ ہجری	غزوہ خندق، منافقین، مشرکین، یہودیوں کی ریشہ دوانیاں۔
۸	نساء	۲ تا ۵ ہجری	طلاق، نکاح، میراث، یتامیٰ اور عورتوں کے حقوق اور دیگر مسائل کا بیان، صلوٰۃ خوف، محرمات کا بیان، امور خانہ اور ازدواجی زندگی سے متعلق ہدایت، نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کی ہدایت، تیمم کا بیان، یہودیوں کی ریشہ دوانیاں، مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب، کفار کے ساتھ جنگی اقدامات کرنے کی ہدایت اور دیگر احکامات۔
۹	الحمدید	۲ تا ۳ ہجری	انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین، مالی قربانی کی ہدایت، مسلمانوں کو اہل کتاب کی پیروی نہ کرنے کی تلقین، صدیق اور شہید کا عند اللہ مقام، دنیا کی طرہ عدم رغبت کی تلقین۔

نمبر شمار	سورت	سن نزول	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۱۰	محمدؐ	۱۲ھ ہجری	مسلمانوں کو جنگ کے لیے آمادہ کرنا، اس سورۃ کا نام "قتل" بھی ہے۔
۱۱	طلاق	۱۲ھ ہجری	سورتوں کے متعلق ہدایات اور عالمی قوانین۔
۱۲	البینۃ	اختلاف	مشرکین اور اہل کتاب کی ہٹ دھرمی اور ان کا انجام بد، مومنین کا انجام خوش۔
۱۳	الحشر	۱۲ھ ہجری	یہودیوں کے ساتھ جنگی کارروائیاں، ان کی فتنہ پروری اور ریشہ دوانیاں، مقبوضہ اراضی کے بارے میں ہدایات، منافقین کی ریشہ دوانیاں۔
۱۴	الحج	اختلاف	حج کے متعلق بیشتر مسائل۔
۱۵	التغابن	۱۲ھ ہجری	ایمان اور آخرت کی دعوت، دنیا کی بے ثباتی، آخرت کی ترغیب، انسانوں کی تقسیم و تخیل۔
۱۶	الصفت	۱۲ھ ہجری	ایمان اور اخلاص کی دعوت، کمزور ایمان والوں اور منافقین کو تنبیہ، میدان جنگ میں جنگی پوزیشن مستحکم بنانے کی ہدایت۔

مدنی دور کی بعض سورتیں اور احکامات

مدنی دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں مکی سورتوں کے مقابل پس منظر کی بجائے احکامات زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند ایک مشہور سورتوں میں جو احکامات بیان ہوئے ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

احکام سورۃ البقرۃ:

سورۃ البقرۃ قرآن مجید کی سب سے طویل سورت ہے۔ اور اس میں اسلامی شریعت کے بیشتر مسائل آگئے ہیں۔ بہت مسائل ایسے ہیں جو اس سورۃ میں آنے سے رہ گئے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل احکام کا ذکر ہوا ہے:

۱۔ تحویل قبلہ کا حکم ۲۔ احکام رمضان المبارک ۳۔ اکل حلال کی ترغیب ۴۔ حرام اور رشوت

کی حرمت ۵۔ قصاص اور دیت ۶۔ وصیت ۷۔ آداب حج ۸۔ حکم قتال ۹۔ آداب مسجد حرام۔
 ۱۰۔ محرم مہینے ۱۱۔ انفاق فی سبیل اللہ ۱۲۔ حج اور عمرہ ۱۳۔ احصار کا حکم ۱۴۔ احرام میں غصت
 ۱۵۔ حج، تمتع اور قربان ۱۶۔ فدیہ کے روزے ۱۷۔ حج کے مہینے ۱۸۔ محرمات حج ۱۹۔ حج کرنے
 کا طریقہ ۲۰۔ حرمت خمر کی ابتداء ۲۱۔ تیمام کی اصلاح ۲۲۔ مشرکہ سے نکاح حرام ہے ۲۳۔ حیض کے
 احکامات ۲۴۔ آداب خلوت ۲۵۔ قسم کا طریقہ ۲۶۔ ایلاہ کا حکم ۲۷۔ عدت طلاق ۲۸۔ عدت
 کا حکم ۲۹۔ اقسام طلاق ۳۰۔ مہر اور اس کے احکام ۳۱۔ طلاق مغلفہ ۳۲۔ رضاعت کا حکم
 ۳۳۔ عدت وفات ۳۴۔ نفقہ کا حکم ۳۵۔ صلۃ وسطیٰ ۳۶۔ نماز خوف۔
 ۳۷۔ سود کی حرمت کا حکم ۳۸۔ قرضہ کا حکم ۳۹۔ قانون شہادت اور کتابت۔
 یہ سورۃ البقرہ کے احکامات کے چند ذیلی عنوانات ہیں ان کے تحت ہزاروں مسائل اور
 احکامات ہیں۔

احکام سورۃ الحج

سورۃ الحج کے کم و بیش نصف میں اللہ تعالیٰ نے طواف کا طریقہ، حج کا طریقہ، قربانی
 کے جانور، اور ان کے ذبح کا طریقہ، ان کا گوشت کون کون کھا سکتا ہے، غرضیکہ حج اور
 قربانی کے متعلق بیشتر احکامات کا بیان فرمایا ہے۔

احکام سورۃ انفال

سورۃ انفال میں یہ حکم ہیں،

- ۱۔ مالِ غنیمت کے علاوہ مسلمانوں کو طریقہ جنگ کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔
- ۲۔ جہاد اور قتال کے لیے رغبت دلائی گئی ہے۔
- ۳۔ مسلمانوں کو جنگ میں ثابت قدم رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔
- ۴۔ قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟
- ۵۔ عورتوں کے مہر کی ادائیگی۔
- ۶۔ یوقوفوں کو ان کا مال اُن کے سپرد نہ کرنے کی تلقین اور اُس کی آخری حد۔
- ۷۔ وارثوں کے حصے۔

۸۔ زنا ثابت کرنے کے لیے چار گواہوں کی شرط اور زنا کرنے والے کو حبسِ دوام
 یہ حکم بعد میں کوڑوں اور رجم کی سزا میں تبدیل کر دیا گیا۔

- ۹- عورتوں کا زبردستی وارث بننے اور ان کو معلق رکھنے کی حرمت۔
 - ۱۰- عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین۔
 - ۱۱- محرماتِ نکاح۔
 - ۱۲- مہر اور اس کے احکامات۔
 - ۱۳- نان و نفقہ کے احکامات۔
 - ۱۴- تجارت کے علاوہ دوسرے باطل طریقوں سے مال حاصل کرنے کی حرمت۔
 - ۱۵- بدکردار عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟
 - ۱۶- حکم بنانے کا طریقہ۔
 - ۱۷- نماز کی حالت میں نشہ کی حرمت، حرمتِ خمر کے لیے دوسری منزل۔
 - ۱۸- اجازتِ تیمم۔
 - ۱۹- سلام کرنے کا طریقہ۔
 - ۲۰- مشرکین کے قتل کرنے کا حکم اور صلوٰۃ خوف کی کیفیت۔
 - ۲۱- احکامِ قتل اور دیت۔
 - ۲۲- کفارہ قتل کا حکم۔
 - ۲۳- سفر میں قصر صلوٰۃ کا حکم اور صلوٰۃ خوف کی کیفیت۔
 - ۲۴- حالتِ سفر میں وقت پر نماز پڑھنے کا حکم۔
 - ۲۵- خلع کے بارے میں حکم۔
 - ۲۶- ادائیگیِ شہادت۔
- سورة الاحزاب:**

اس سورت میں مندرجہ ذیل مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے:

- ۱- متبئی بیٹے کے حکم میں نہیں ہے ۲- ازواج النبیٰ اہمات المؤمنین ہیں ۳- ظہار کا مسئلہ ۴- خیال ۵- طلاق قبل وطی ۶- عدت ۷- محرماتِ نکاح ۸- پرچے کے احکامات ۹- درود شریف کا حکم۔

مدنی سورتوں کا دورِ آخرِ تہ اجمری

نمبر شمار	سورت	سینِ نبول	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۱	الممتحنہ	۶۶ ہجری	حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو جنگی راز ظاہر کرنے پر تنبیہ، مسلمان مردوں اور مکہ میں ان کی کافر بیویوں میں مکمل تفریق کا حکم۔ مسلمان عورتوں کو اسلامی ہدایات۔
۲	النور	۵۶ یا ۶۶ ہجری	احکام زنا، واقعہ افک، پادشہ کے احکامات، لونڈی اور غلاموں کے احکامات، مومنین کے صفات، منافقین کی ریشہ دوانیاں اور ان کے صفات۔
۳	المنافقون	۵۶ یا ۶۶ ہجری	منافقین کے عزائم پر آگاہی اور ان کی بد اطواریاں، ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟
۴	المجادلہ	۶۶ ہجری	احکامات ظہار، کفار کی ریشہ دوانیوں پر تنبیہ، مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی اطاعت کی تعلیم اور دنیا اور آخرت کے بارے میں بیان۔
۵	السجرات	۹ ہجری	مسلمانوں کو معاشرتی آداب، خصوصاً رسول کے بارے میں تعلیم۔ اگر مسلمانوں میں آپس میں کچھ ناگواری ہو جائے تو کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے؟ آپس کے امتیازات ختم کرنے کی تلقین، برائیوں سے بچنے کی تعلیم اور فاسقوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟
۶	التحریم	۵۶ یا ۶۶ ہجری	حرام اور حلال کی حد بندی خدا کی طرف سے ہے۔ ازواجِ نبی کے بارے میں نبی کا مقام عظیم، مومنین کو تقوٰے اختیار کرنے کی ترغیب، کفار اور منافقین کے ساتھ شدت اختیار کرنے کی ہدایت، حضرت لوطؑ، حضرت نوحؑ اور فرعون کی ازواج کے بارے میں بیان۔

نمبر شمار	سورت	سن نزول	خلاصہ اور مرکزی موضوع
۷	الجمعه	۱، ہجری	اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، یہودیوں کے حالات اور نماز جمعہ کے بارے میں ہدایات۔
۸	الفتح	۲، ہجری	صلح حدیبیہ پر فتح مبین کی خبر، نصرت الہی کے وعدے، عہد پر قائم رہنے کی تلقین، مومنین کا انجام خوش اور کفار کا انجام بد۔
۹	المائدہ	۳ تا ۹، ہجری	اسلامی شریعت کے بیشتر مسائل، بنی اسرائیل اور کفار کے حالات۔
۱۰	التوبہ	۹، ہجری	غزوہ تبوک کے حالات، منافقین اور بعض مومنین کے حالات اسلامی شریعت کے متعدد مسائل۔
۱۱	النصر	۱۰، ہجری	مکمل کامیابی کے مناظر، وصال مبارک کی طرف اشارہ۔ (جاری ہے)

سیرت کا نفرنس

جامعہ شاہ شہید بالا کوٹ رحمۃ اللہ علیہ (زیر تعمیر) کے زیر اہتمام

ستیانہ بنگلہ میہ ۲۰-۲۱ ربیع الاول بروز جمعہ

سیرت سید اولین و آخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرنس زیر صدارت حضرت علامہ استاذ الاساتذہ شیخ الاسلام حافظ محمد گوند لومی زیر مجہد منعقد ہو رہی ہے مفصل پروگرام کا انتظار فرمائیے۔ المعلن، محمد عفی عنہ عرف عاشق محمد ناظم جامعہ شاہ شہید بالا کوٹ،

چک نمبر ۲۶ گ۔ ب صدر دفتر ستیانہ بنگلہ فیصلہ۔ آہاد۔ فون نمبر ۱۱

اِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

اسلام ہر دور میں راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکتا ہے!

قانون کی ضرورت:

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ اجتماعی زندگی میں بعض ایسے حوادث رونما ہوتے ہیں جن سے معاشرے کا امن و سکون غارت ہو جاتا ہے حتیٰ کہ باہمی جنگ و جدال تک کی نوبت آ جاتی ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جن کو اقتدار و دولت کے نشر نے بد دماغ بنا دیا ہو، اپنی انانیت کی خاطر شرافت کے لباس کو تار تار کرنے میں فخر محسوس کرتے اور زیر دستوں پر نت نئے مظالم کو اپنا ازلی حق تصور کرنے لگتے ہیں۔ ان حالات میں معاشرے کے امن و امان کو برقرار رکھنے اور اقدار انسانیت کے تحفظ کے لیے جو اصول باہمی مشورت سے تیار کیے جاتے ہیں انہیں قانون کہا جاتا ہے گویا کہ قانون معاشرہ کی پیداوار ہوتا ہے اور وہ وقت کے تقاضوں سے وجود میں آتا ہے۔ اور جس طرح وقت کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں اسی طرح قانون میں بھی تغیر و تبدل رونما ہوتا رہتا ہے۔ بالفاظ دیگر کسی بھی قانون کو قطعاً دائمی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی۔

شریعت اور قانون میں فرق:

لیکن شریعت معاشرے کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا لہذا اس میں ایسی لچک اور عمومیت رکھی گئی ہے کہ معاشرہ میں ہزار تبدیلیوں کے باوجود ہر دور کی جملہ ضرورتوں کو پورا فرماتا ہے۔ کیوں نہ ہو یہ ضابطہ حیات اس ذات کا وضع کردہ ہے جو علام الغیوب ہے۔ انسان اپنے ماضی اور حال کی روشنی

میں اپنے مستقبل کے لیے تجاویز مرتب کرتا ہے، اور چونکہ وہ مستقبل سے بے خبر ہوتا ہے لہذا اس کی سوچ یا اندازے کا غلط ہونا عین ممکن ہے لیکن اللہ رب العزت کے فیصلے بالکل درست اور شک و شبہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔

شریعت کا سرچشمہ کتاب و سنت ہے :

بلاشبہ کتاب و سنت ہی اصل سرچشمہ ہدایت ہیں اور اس شخص کی بدبختی اور فردائیگی میں کچھ کلام نہیں جو کتاب و سنت سے روگردانی کرتا اور کسی انسانی قانون کو کتاب و سنت پر فائق سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں :

”در اصل مرکز حق و یقین کتاب و سنت ہے۔ یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا، سب کو اس کی خاطر اپنی جگہ سے ہل جانا پڑے گا۔ اس کی چوکھٹ کو کسی کی خاطر نہیں چھوڑا جاسکتا، سب کی چوکھٹیں اس کی خاطر چھوڑ دینا پڑیں گی۔“

کتاب اللہ کی جامعیت : اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا کہ اس کو تمام لوگوں تک پہنچا دیا جائے۔ اس میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے واضح ہدایات نازل فرمائی ہیں اگر ایک طرف ایسی اصلاحات کا نفاذ فرمایا جن سے معاشرہ امن و سکون کی نعمتوں سے مالا مال ہو تو دوسری طرف انسان کو ایسی درخشندہ تعلیمات سے روشناس کرایا جن کو اپنا کر اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ قرآن پاک کے مسلمہ اصول اور قواعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مکمل نظام حیات ہیں جن میں کمی بیشی کی کچھ گنجائش نہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :

”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔“

”آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا۔“

یعنی شریعت کا اکمال ہو گیا، اب اس میں کسی ترمیم و تبدیلی کی کچھ گنجائش نہیں۔ زمانہ کے حالات خواہ کوئی رخ اختیار کریں لیکن ان نصوص میں قطعاً تغیر و تبدل ممکن نہیں۔ یہ سراپا روشنی ہیں اور ہر دور کی ضروریات کے مسائل کا حل ان میں موجود ہے۔ اس کے

ساتھ ساتھ یہ خیال بھی رہے کہ شریعت صرف کتاب اللہ کا نام نہیں بلکہ کتاب و سنت دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی اصالۃً ذکر کیا گیا ہے بلکہ محبت خداوندی کی علامت اتباع رسول کو قرار دیا گیا ہے اور آپ کی سیرت پاک کو عملی نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”وَلَا تُكْفِرُوا بِيَ رَسُولِ اللَّهِ اسْوَدَّ وُجُوهُكُمْ“

”معلوم ہوا، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ زندگی قرآن پاک کی عملی تشریح ہے۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان کی زندگی کے نقوش محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقوش پاک کا عکس ہوں اور یہ تب ہی ممکن ہے، جب قرآن پاک کے ساتھ ساتھ ہم صحیح حدیث اور سیرت پاک کے قیامت تک محفوظ رہنے کا یقین رکھیں اور ہمارے دل و دماغ پر شک و شبہ کا ادنیٰ اسباب بھی راہ نہ پاسکے کہ حوادثِ زمانہ نے ان کی اصل شکل کو مسخ کر دیا ہے کیا آپ کی سیرت پاک کے بارے میں اس قسم کے شبہات کو روا رکھا جاسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کی پاک زندگی کے واقعات سے ہدایت حاصل کریں؟ اگر آپ کی سیرت پاک محفوظ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے اپنانے کا حکم کیوں دیا؟ پس معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کی تعلیمات قیامت تک کے لیے محفوظ ہیں اور ان کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“

”ہم نے ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اور کون نہیں جانتا کہ آپ کے تشریف لانے سے نبوت کا محل پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا، اور آپ کو خاتم النبیین کے اعزاز و اکرام سے نواز دیا گیا جس کا مطلب واضح ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لہذا کسی دوسری شریعت کا آنا ناممکن سے ہے۔ آپ کی پیش کردہ شریعت کو دوام عطا کر دیا گیا ہے چنانچہ صاف لفظوں میں اعلان کر دیا گیا:

”لَوْ كَانَ مَوْسَىٰ حَيًّا مَا وُسِعَتْ الْأَتْبَاعُ“

”اگر موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر بھی زندہ ہوں تو ان کو میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہیں۔“

تو جب کسی پیغمبر کی شریعت بھی آپ کی شریعت کے مقابلہ میں قابل عمل نہیں تو شریعت کے مقابلہ میں انسانوں کے بنائے ہوئے ناقص تغیر پذیر قوانین کو کس طرح تفوق عطا کیا جاسکتا ہے اور شریعت کو ناقابل عمل سمجھ کر در آمد کردہ قوانین کو زمانہ کے تقاضوں کی ضرورت قرار دے کر کیسے تزیح دی جاسکتی ہے؟ ایسے تجدد گزیدہ برائے نام مسلمان سکالروں کی اس ایجنج پر ہم اظہار تعجب کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں؟

شریعت کی جامعیت اجتہاد کی متقاضی ہے!

مشہور حدیث میں آپ نے فرمایا،

”تَرَكْتُ فَيْكُمُ امْرَيْنَ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَسَكَّمْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَسُنَّتِي“

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔“

اس حدیث کی روشنی میں اگر اعتراض کیا جائے کہ علوم و فنون کے ارتقاء نے بعض ایسے مسائل پیدا کر دیے ہیں جن کے بارے میں نصوص خاموش ہیں تو ہم کہیں گے کہ ان کے حل کے لیے اسلام میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اجتہاد و استنباط کا دروازہ کھلا ہے، چنانچہ آپ کے دور میں بھی بعض ایسے جزئی واقعات رونما ہوئے جن میں صحابہ کرامؓ نے عدم علم کی بناء پر اجتہاد کیا تو اگرچہ وہ اجتہاد صحیح نہ تھا تاہم آپ نے چونکہ صحیح حدیث میں اس وقت اجتہاد کی اجازت دی ہے اس لیے انہیں کچھ نہیں کہا گیا۔ حدیث میں ہے:

”إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ۔“

”جب حاکم کا اجتہاد صحیح ہو تو اس کو دو گنا ثواب حاصل ہوتا ہے اور غلطی کی صورت میں بھی وہ بھر حال ایک ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے دین کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔“

پس جس طرح عدم علم ایک عذر ہے اسی طرح عدم وجود نص صریح بھی عذر ہے۔ ایسی صورت میں شریعت اجتہاد کی اجازت دیتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں

احکام کے بیان میں اجمال ہے، اگر اجمال کی بجائے تفصیل ہوتی تو ایسی مشکلات ضرور پیدا ہوتیں جن کا حل ممکن نہ ہوتا، اس لیے جب ہم پورے وثوق کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں کہ کتاب سنت میں ہر دور کے لیے جامعیت ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہی ہے کہ اصول شرائع کلیہ کے لحاظ سے جامعیت ہے ورنہ زمانہ کے تغیرات اور تقاضوں سے قیامت تک کے لیے جو مسائل ابھرنے والے ہیں اور جن کے احکام کے بارے میں کتاب سنت خاموش ہیں، ان کے حل کے لیے کتاب و سنت سے استنباط اور اجتہاد کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ اور غالباً اسی لیے قرآن پاک میں اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کو اصالۃ اور اطاعت اولی الامر کو تبعاً بیان کر کے اس مسئلہ کے حل کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں۔

”وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَشَاوَرُوهُمْ فِي الْاَمْرِ“ کے جملوں سے ایک ضابطہ اور اصول تو بہر حال ملتا ہے لیکن ان کی تفصیلات اور جزئیات کا قرآن پاک میں ذکر نہیں۔ بالکل اسی طرح سود کو حرام قرار دیا لیکن ان کی انواع و اقسام کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں ہے اور سنت میں بھی ”لا ضرر ولا ضرار“ کا کلیہ ذکر کر دیا گیا ہے، لیکن اس کی تحدید کا ذکر نہیں فرمایا۔ گویا جزئیات کے تعین اور ان کی تحدید کے لیے بہر حال اجتہاد اور استنباط کی ضرورت باقی رہتی ہے معلوم ہوا کہ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کے لیے کھلا ہے اور احکام کی تعین کے لیے اہل علم کی شوری کا انعقاد ضروری ہے کہ وہ مصالح کا خیال رکھتے ہوئے ان جزئی مسائل، جن میں کتاب سنت کے نصوص خاموش ہیں، کا حل اجتہاد و استنباط کی روشنی میں پیش کریں۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

”فَإِنَّ الشَّرْعِيَّةَ بَنَاهَا وَأَسَاسُهَا عَلَى الْحُكْمِ وَمَصَالِحِ الْعِبَادِ فِي الْمَعَاشِ وَفِي الْمَعَادِ“

”کہ شریعت کی بنیاد اور اساس یہ ہے کہ انسانوں کی مصلحتوں کا دنیا و آخرت کے لحاظ سے پورا پورا خیال رکھا جائے“

لیکن اجتہاد تغیر پذیر ہے مصالح کے پیش نظر اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے جبکہ کتاب و سنت کے اصول و ضوابط ناقابلِ ترمیم ہیں۔

علامہ ابن العربی احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

”قَالَ حُلَمَاءُ نَارُوهُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ فَإِذَا لَمْ تَجِدُوهُ فَإِلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْهُ فَكَمَا قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ مَا عُنْدَنَا
إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ أَوْ فَمِنْ أَوْثَانِهِ رَجُلٌ
مُسْلِمٌ“

ہمارے علماء کا قول ہے کہ ہر مسئلہ کا حل کتاب اللہ میں تلاش کرو، اگر وہاں نہ ملے تو سنت رسول اللہ میں ڈھونڈو اور اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر جیسا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا، ہمارے پاس تو صرف اللہ کی کتاب ہے یا یہ صحیفہ ہے یا پھر فہم ہے جو ہر مسلمان کو عطا کیا گیا ہے۔

”وَكَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَعَاذِ مَا تَحْكُمُ قَالَ
بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ قَالَ اجْتَهِدُوا لِي وَلَا آكُرُ“

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے دریافت کیا، ”تو کس پر فیصلہ کرے گا؟“ انھوں نے جواب دیا، ”کتاب اللہ کی روشنی میں؟“ آپؐ نے فرمایا، ”اگر وہاں حل موجود نہ ہو تو؟“ انہوں نے کہا، ”پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“ آپؐ نے فرمایا، ”اگر وہاں سے بھی حل کا علم نہ ہو سکے تو؟“ انہوں نے کہا، ”میں پوری جدوجہد کے ساتھ اجتہاد کروں گا؟“

معلوم ہوا، مسلمان کا فہم بھی کتاب و سنت کی روشنی میں ایک دلیل ہے اور فہم سب کا ایک جیسا نہیں ہوتا اس لیے بعض مسائل میں ائمہ کا اختلاف ہوا بلکہ صحابہ کرامؓ میں بھی اس اختلاف کی کثرت کے ساتھ مثالیں موجود ہیں۔ دور نبوت میں جب آپؐ نے غزوہ خندق میں اعلان فرمایا کہ آج ہر شخص عصر کی نماز بخور قریظہ کے علاقہ میں ادا کرے تو بعض صحابہؓ نے آپؐ کے اس حکم کا مطلب یہ سمجھا کہ ہمیں وہاں پہنچنے میں جلدی کرنی چاہیے اور بعض وہاں عشاء کے قریب پہنچے تو انہوں نے اس وقت عصر کی نماز ادا کی۔ بہر حال فہم کا اختلاف برداشت کیا جاسکتا ہے اگرچہ عشاء کے وقت میں عصر کی نماز ادا کرنے کے فہم کو بہر حال صحیح نہیں کہا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مَحْرَجَ“

کہ ”اللہ تعالیٰ نے دین کے امور میں تم پر کچھ تنگی نہیں کی“
نیز فرمایا:

”يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ“

”کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تم سے تخفیف کرے!“

”الَّذِينَ يُسْرُّوْا“ ”دین آسان ہے“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بُعِثْتُ بِالْخَفِيفِ السَّمْحَةِ الْبَيِّنَاتِ“

”کہ مجھے دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہے جو بہت ہی آسان اور واضح ہے“

اسے سب ارشادات کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی مصالح کا خیال رکھتے ہوئے کتاب سنت کے بعد اجتہاد کو قابل عمل سمجھا جائے۔

علامہ ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں:

”وَقَدْ نَادَى عَلَى جَوَازِ الاجْتِهَادِ فِي الْوَقَائِعِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَأَقْرَارِهِ عَلَى ذَلِكَ لِكُنْ هَذَا كَانَ فِي حَالِ الْحَاجَةِ

إِلَى الاجْتِهَادِ وَعَدَمِ تَمَكُّنِهِمْ مِنْ مُرَاجَعَةِ النَّصِّ وَقَدْ اجْتَهَدَ

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي عِدَّةٍ مِنَ الْوَقَائِعِ وَأَقْرَهُمَا عَلَى ذَلِكَ لِكُنْ فِي

قَضَايَا جُزْئِيَّةٍ مُعَيَّنَةٍ لَا فِي أَحْكَامٍ عَامِيَّةٍ وَشَرَائِعٍ كُلِّيَّةٍ فَإِنَّ

هَذَا التَّرْفِيقَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي حُضُورِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ“

(زاد المعاد ص ۱۳۲ ج ۲)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی بعض اوقات میں اجتہاد کا جواز ملتا ہے بلکہ آپ نے صحابہ کرام کے اجتہاد کو برقرار رکھا لیکن یہ اجتہاد ایک ضرورت کے پیش نظر تھا کہ اجتہاد کرنے والے صحابہ کرام نص کی مراجعت پر قادر نہ تھے اور ثابت ہے کہ ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ نے بعض واقعات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بالکل سامنے اجتہاد کیا، آپ نے اُن کے اجتہاد کو صحیح قرار دیا لیکن خیال رہے کہ ان کا اجتہاد جزئی معاملات میں تھا، احکام عامہ، شرائع کلیہ یعنی ”اصول“ میں نہ تھا اس لیے کہ اصول میں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی سے بھی اجتہاد کرنا قطعاً ثابت نہیں۔ آپ کے بعد صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؓ، ائمہ دینؒ ضرورت کے تحت جزئی مسائل میں اجتہاد کرتے رہے۔ شرعاً ان کے لیے اجتہاد کی اجازت تھی۔ بعض اوقات عدم علم نص یا عدم بلوغ نص کی بنا پر ائمہ کرام کا اجتہاد نص سے متصادم ہے۔ اس صورت میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تو معذور ہیں کہ انہیں نص کا علم نہ ہو سکا بلکہ انہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اجتہاد کیا پس ان کا حق بجانب ہونا واضح ہے البتہ حق واضح ہو جانے کے بعد جس قدر ائمہ کرام کے اجتہادات نصوص صریحہ کے مخالف ہوں ان کو ترک کرنا ضروری ہے۔ نصوص شریعت کے مقابلہ میں ائمہ کرام کے اجتہادات کو ترجیح دینا ایک مسلمان کے لیے کسی طرح بھی درست نہیں جبکہ خود ائمہ کرام نے اپنے شاگردوں سے واضح الفاظ میں کہا کہ ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مل جانے کی صورت میں میرے قول پر عمل نہ کرنا“۔

خلاصہ یہ کہ اسلام میں قرآن پاک آئین اور دستور کی کتاب ہے۔ اس میں تو تغیر و تبدل راہِ پاکستان ہے اور نہ ہی یہ مٹ سکتی ہے، کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے لہذا اس میں بیان کردہ اصول و قوانین کی جامعیت سے انکار نہیں اور زمانہ کے تغیرات و انقلابات یا نئی نئی حیران کن ایجادات و اکتشافات نے جس قدر بھی معاشرے میں تبدیلیاں پیدا کیں اور بظاہر ناقابل حل مشکلات اور پیچیدگیاں سامنے آتی ہیں، فہم صحیح اور ذوق سلیم رکھنے والا انسان جب قرآن پاک کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہوگا اور مشکلات کا حل نکالنا چاہے گا تو اپنی مخلصانہ جدوجہد سے منجھدار سے نکل کر ساحلِ مراد سے ضرور پہنچے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان درست نہیں کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان موجود ہے؟ یعنی قواعد و ضوابط کی حد تک اس میں مکمل رہنمائی پائی جاتی ہے۔ ”ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا بَيَانَهُ“ آیت کی روشنی میں یہ نظریہ رکھنا بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تشریحات سے بھی آگاہ فرمایا اور آپ کو یہ ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے کہ جو کچھ آپ کی جانب نازل کیا جا رہا ہے اس کو لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے قواعد و ضوابط کی تشریح اور اُن کی جزئیات وغیرہ سے امت مسلمہ کو مطلع فرمایا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن پاک میں نماز قائم کرنے کا ذکر ہے لیکن آپؐ نے نماز کی کیفیت کے متعلق ایک جامع جملہ بیان فرمایا:

”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوِيْ اَصْلَى“

”کہ تم اس طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو۔“

اسی طرح حج کے بارے میں اگرچہ کچھ تفصیلات قرآن پاک میں بھی موجود ہیں لیکن حجۃ الوداع کے ایک خطبہ میں آپؐ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”خُذُوا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ لَعَلِّيْ لَا أَحْجُبُ بَعْدَ عَارِجِيْ هَذَا“

”مجھ سے مناسک حج معلوم کرلو، شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں۔“

ان دو مثالوں کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ کی کتاب کے ساتھ ساتھ سنت رسول بھی، جسے کتاب اللہ کی شرح کہنا درست ہے، سرچشمہ ہدایت ہے اور سنت کے بغیر قرآن پاک سمجھنا خاصا مشکل ہے۔ ہمارے تمام فیصلے اسلامی شریعت کے اصل ماخذ کتاب و سنت کی روشنی میں طے ہونے چاہئیں۔ قرآن پاک میں ہے، ”جو شخص کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ کافر ہے، ظالم ہے، فاسق ہے۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اِنَّ اَحْكَمَ بَيِّنَةٍ مِّمَّا اَنْزَلْنَا لَكَ وَاللّٰهُ لَا يَتَّبِعُ الْهَوَاءَ هُمْ“

”یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے اور ان کی خواہشات کا اتباع نہیں کرنا ہے۔“

پس کتاب و سنت کا جو مقام ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی کے پروگراموں کو مرتب کیا جائے۔ نیز یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص کتاب و سنت کی حاکمیت کو تسلیم کر لیتا ہے اور ان کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور ہر صدا پر لبیک کی آواز بلند کرتا ہوا دیوانہ وار بھاگتا ہے حتیٰ کہ اپنی قیمتی جان کو اس کی چو کھٹ پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

تو گویا وہ دنیوی اخروی سعادتوں سے ہم کنار ہو گیا اور اس نے گوہر مقصود کو پالیا۔ اور جو شخص کتاب و سنت کو پس پشت ڈالتا ہے، اس کی واضح ہدایات کے مقابلہ میں انسانی قوانین کو ترجیح دیتا ہے تو اس کی بدبختی اور نالائقی میں کچھ شک نہیں۔ یہ شخص

خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ہو گیا، اس نے عظمت انسانی کو خاک میں ملا دیا اور کتاب و سنت سے بغاوت کر کے عذاب خداوندی کا مستحق ٹھہرا۔ قُوا اسْفَاةً عَلَىٰ ذٰلِكَ کہ وہ حزب اللہ کے زمرہ سے خارج ہو گیا۔

اسرار احمد سہاروی

شعروادب

اب نغمہ سرائی ہے تری بار صد رنگ

ہشیار ہو غافل کہ بجا ہے طبل جنگ
نغمے کی صدا تیز ہوئے ہو بلند آہنگ
جینا ہے غلامی کا تنجھے موت کا ہمزنگ
فرمان نبی ہے کہ نہ کھا جائے انہیں رنگ
خونِ شہدائے کمر کو ہے اثر رنگ
کم حوصلگی غیرتِ ایمان کو ہے صد رنگ
بلبل فقط آواز ہے طاس فقط رنگ
ہے باعثِ صد شرم تجھے اب ہو س جنگ
خونِ شہداء اس کو بنا دیتا ہے خوش رنگ
آئے برائے کار تو رہ جائے کفر و رنگ
اب نغمہ سرائی ہے تری بار صد رنگ
غفلت ہے تیری شیشہ ایمان کیلئے رنگ
ہر جادو ہو لوار نظر آتے ہیں شبنم رنگ

ہشیار ہو غافل کہ بجا ہے طبل جنگ
جھنکار سلاسل کی صدا دیتی ہے ہر دم
صیقٹل ہے ضروری تبر و تیغ کی ہر دم
اٹھ تجھ کو بلاتی ہے آہ و فغاں کی
شمشیر و سناں چوم کے چل سوتے میدان
اب آتشِ مرود دکتی ہے چمن میں
نغموں کی جگہ گریہِ پیہم کی صدا سن
تا نقشِ جہد ماند نہ پڑ جائے کہیں سے
ہے قوتِ ایمان کا یہ ادنیٰ سا کرشمہ!
تم کی صدائیں چلی آتی ہیں چمن سے
بیدار ہو اب وقت نہیں سست روی کا
ہر سمت تباہی کے ہیں آثار ہویدا

دو پروانے شمع رسالت کے

۱۔ حضرت براء بن معرور انصاریؓ

===== (۱) =====

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا، تو انصارِ مدینہ نے آپؐ کے سامنے اپنے دیدہ و دل فریش راہ کر دیے لیکن حضورؐ نے ان میں اپنے ایک انصاری جانِ شاکو نہ پایا جو بیعتِ عقبہ کبیرہ میں والہانہ جوش و خروش کے ساتھ آپؐ کی بیعت کر چکے تھے اور با د از بلند خدا کی قسم کھا کر یہ عہد کر چکے تھے کہ حضورؐ مدینہ تشریف لائیں تو ہم اپنی جان اور آلِ اولاد کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کریں گے۔ حضورؐ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ ایک ماہ قبل اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سن کر سخت صدمہ پہنچا۔ آپؐ صحابہ کو ساتھ لے کر ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور چار تکبیروں کے ساتھ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ یہ خوش بخت صاحبِ رسول جن کی قبر پر سید المرسلین، شفیع المذنبین خیر المخلوق صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اور اپنے بیسیوں صحابہ کے ساتھ ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت براء بن معرور انصاری تھے۔

===== (۲) =====

سیدنا ابوبشر بن براء بن معرور کا تعلق خزرج کے خاندان ”بنو سلمہ“ سے تھا۔ نسب نامہ یہ ہے:

براء بن معرور بن صخر بن سابق بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن جشم بن خزرج۔

والدہ کا نام رباب بنت نعمان تھا جو سید الاوس حضرت سعد بن معاذ کی حقیقی چھوٹی تھیں۔ حضرت برادرؓ بنو سلمہ کے سردار تھے اور کئی قلعوں کے مالک تھے۔ امارت اور ریاست کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انھیں فطرت سعید سے نوازا تھا سلسلہ بعد بعثت میں حضرت مصعبؓ بن عمیر مدینہ منورہ آئے اور اپنی تبلیغی مساعی سے جن لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا، حضرت برادرؓ بن معرور بھی ان میں شامل تھے۔ سلسلہ نبوت میں مدینہ کے جو پچھتر اہل مکہ جا کر بیعت عقبہ کبیرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت برادرؓ بن معرور ان میں شامل ہی نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے موقع پر نہایت اہم کردار ادا کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابن ہشام نے محمد بن اسحاق کے حوالہ سے حضرت کعب بن مالک انصاریؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم اپنی قوم کے مشرکین کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا بزرگ اور سردار برادرؓ بن معرور بھی تھے۔ اثنائے راہ میں انہوں نے کہا میری ایک رائے ہے معلوم نہیں تمہیں اس سے اتفاق ہے یا اختلاف۔ ہم نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھوں اور اس کی طرف پشت نہ کروں۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تو یہ معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ ہم تو آپ کے طریقے کے خلاف عمل نہ کریں گے مگر برادرؓ بن معرور کعبہ کی طرف منہ کر کے ہی نماز پڑھتے رہے اور ہم انہیں ٹوکتے رہے۔ جب ہم لوگ مکہ پہنچے تو برادرؓ نے مجھ سے کہا:

”بھتیجے چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے دریافت کریں کہ میرا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ تم لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے میرے دل میں دوسو پیدا ہو گیا ہے۔“

چنانچہ ہم دونوں مکہ کے ایک شخص سے آپ کا پتہ پوچھ کر حرم گئے، جہاں آپ اپنے چچا عباسؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے، ہم نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے عباسؓ سے پوچھا، آپ ان دونوں کو جانتے ہیں؟ عباسؓ تجارت کے سلسلہ میں ہمارے ہاں آتے رہتے تھے اور ہمیں جانتے تھے، انہوں نے کہا، ہاں، یہ برادرؓ بن معرور ہیں اور یہ کعب بن مالک۔ برادرؓ نے آپ سے پوچھا، اے اللہ کے نبی! خدا نے مجھ کو اسلام کی ہدایت

کی اور میں سفر کر کے یہاں آیا ہوں، میرا خیال یہ ہے کہ میں کعبہ کی طرف پٹھہ کرنے کے بجائے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں اور میں ایسا کرتا ہوں لیکن میرے ساتھی اس کے خلاف ہیں۔ اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ایک قبلہ پر ضرور ہو لیکن ابھی صبر کرنا چاہیے چنانچہ براہ آپ کی تقلید میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔“

(۳)

ایام تشریق کے بیچ والے دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کے ہمراہ عقبہ تشریف لائے۔ یہاں مدینہ کے تمام اہل حق و مشرکین سے الگ ہو کر جمع تھے۔ کچھ دیر حضورؐ اور انصار کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اس دوران میں جب انصار نے کہا کہ آپ اپنے لیے جو عہد ہم سے لینا چاہیں لے لیں تو حضورؐ نے فرمایا ”میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اسی طرح حمایت و حفاظت کرتے ہو جس طرح خود اپنے اہل و عیال کی کرتے ہو۔ امام احمد اور امام بیہقی نے لکھا ہے کہ حضورؐ کا ارشاد سن کر حضرت برائین معرور نے حضورؐ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر عرض کیا ”جی ہاں۔ اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ہم اپنی جانوں اور آل و اولاد کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے، یا رسول اللہ ہم سے بیعت لیجئے ہم جنگ آزمادہ لوگ ہیں اور ہم نے اسے اپنے باپ دادا سے ورثے میں پایا ہے۔“

واقفی نے ایک روایت میں اس موقع پر حضرت برائین معرور کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

”ہم خوب سامان جنگ اور لڑنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ حال اس وقت تھا جب ہم بت پرست تھے تو بھلا ہمارا حال کیا ہو گا جب کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہماری تائید فرمائی ہے“ ابن سعد نے ایک روایت میں بیعت عقبہ کے موقع پر حضرت برائین معرور سے یہ الفاظ منسوب کیے ہیں:

”اے عباس ہم نے آپ کی بات سن لی ہے (یعنی یہ کہ تم خوب سوچ سمجھ لو کہ تم میں تمام عرب کی مخالفت مول لینے کی طاقت ہے یا نہیں) خدا کی قسم ہمارے

دلوں میں کچھ اور ہوتا تو ہم صاف صاف کہہ دیتے لیکن ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی وفاداری کرنا اور آپ کے لیے اپنی جانیں لٹا دینا چاہتے ہیں۔“
ان روایات سے حضرت برائہ بن معرور کے اخلاص اور جوش ایمان کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد مدینہ کے سبھی اہل حق حضورؐ کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔ یہ بیعت تاریخ میں عقبۃ کبیرہ یا لیلۃ العقبہ کے نام سے مشہور ہے۔

بیعت کے بعد حضورؐ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے اندر سے بارہ نقیب منتخب کر کے دو جو اپنے قبیلے کے ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ انصار نے بارہ نقباء منتخب کیے۔ ۹ خزیج میں سے اور تین اوس میں سے۔ خزیج کے ۹ نقیبوں میں ایک حضرت برائہ بن معرور تھے جنہیں بنو سلمہ کا نقیب منتخب کیا گیا۔

(۲)

بیعت عقبۃ کبیرہ سے سعادت اندوز ہو کر حضرت برائہ بن معرور مدینہ واپس آئے اور ایک دن حضورؐ کے انتظار میں بے تابی سے کاٹنے لگے لیکن افسوس کہ اس دُنیا میں حضورؐ کے جمال جہاں آرا کی دوبارہ زیارت ان کی قسمت میں نہ تھی۔ ہجرت نبویؐ سے ایک ماہ قبل ماہ صفر میں سخت بیمار ہو گئے۔ جب جانبری کی امید نہ رہی تو وصیت کی کہ قبر میں مجھ کو قبلہ رخ رکھنا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائیں تو میری تمام جائیداد کا ایک تہائی آپ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ اس کے بعد اپنا منہ قبلہ کی طرف کر لیا اور اسی حالت میں اپنی جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت برائہ کی وصیت کے مطابق ان کا مٹل مال حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اسے قبول فرما کر ان کے وارثوں کو واپس کر دیا۔ حضرت برائہ بن معرورؓ نے اپنے پیچھے ایک صاحبزادے بشر اور ایک صاحبزادی سلافہؓ چھوڑے۔ ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

حضرت برائہ بن معرورؓ اگرچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت الی المدینہ سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ تاہم ان کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے لیلۃ العقبہ میں جس جوش ایمان کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ تھا اہل سیر نے انہیں متقی،

حضرت بشر بن براء انصاریؓ

سیدنا حضرت بشر جلیل القدر صحابی حضرت برائہ بن معرور الانصاری انحر جرجی سلمی العقبی النقیب کے صاحبزادے تھے۔ نسب نامہ حضرت برائہ بن معرور کے حالات میں دیا جا چکا ہے۔ حضرت بشرؓ نے ہجرت نبویؐ سے ایک سال قبل اپنے والد گرامی کے ساتھ اسلام قبول کیا اور پھر سلمہ بعد بعثت کے زمانہ حج میں اُن کی معیت میں مکہ جا کر بیعت عقبہ کبیرہ کی عظیم سعادت حاصل کی۔ حضرت برائہؓ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں نزول اجلال سے ایک ماہ پہلے وفات پائی وہ اپنے ایک تھائی مال کی حضورؐ کے حق میں وصیت کر گئے تھے حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لاتے تو حضرت بشرؓ نے یہ مال آپؐ کی خدمت اقدس میں پیش کیا حضورؐ نے قبول فرما کر اسے پھر حضرت بشرؓ کو واپس دے دیا۔

حضرت بشرؓ نہایت ماہر قدر انداز تھے اور انصار کے بہادر نوجوانوں میں شمار ہوتے تھے۔ انہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت اور عقیدت تھی اور حضورؐ بھی انہیں بہت عزیز جانتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت برائہؓ بن معرور کی وفات کے بعد بنو سلمہ کا ایک مالدار شخص جدد بن قیس ان کا سردار بن گیا۔ حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لاتے تو آپؐ نے بنو سلمہ کے لوگوں سے پوچھا کہ اب تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا جدد بن قیس۔ حضورؐ نے فرمایا، اسے قم نے سردار کیوں بنایا؟ عرض کیا کہ محض اس کے مالدار ہونے کی وجہ سے، ورنہ وہ پرلے درجے کا بخیل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، ”بھلا بخیل سے بھی بڑھ کر کوئی بیماری ہے؟ وہ تمہارا سردار نہیں ہو سکتا۔“ انصار بنو سلمہ نے عرض کیا، تو پھر آپ ہی ارشاد فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، تمہارا سردار بشرؓ بن برائہؓ بن معرور ہے چنانچہ اس دن سے حضرت بشرؓ بنو سلمہ کے سردار قرار پاتے۔ حضرت بشرؓ کو بیعت عقبہ کے شرف کے بعد انہوں نے اہل اہل اور احزاب میں شجاعت خدمات انجام دیں۔ غزوہ خیبر میں بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ فتح خیبر کے بعد ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے آپؐ کی خدمت

م اصحاب سردار م اشراط و منورہ انصار کے سردار بن گیا۔ حضورؐ نے فرمایا، وہ تمہارا سردار نہیں ہو سکتا۔

میں بکری کا زہر آلود گوشت پیش کیا۔ اس وقت جتنے صحابہ بارگاہِ نبویؐ میں موجود تھے حضورؐ نے سب کو شریک کر لیا اور سب سے پہلے خود کھانا شروع کیا لیکن ایک لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا، اس کھانے میں زہر ہے۔ یہ سنتے ہی سب صحابہؓ دست کش ہو گئے۔ اس اثناء میں حضرت بشرؓ نے کئی لقمے کھالے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ لقمے کا مزاج مجھے بھی خراب معلوم ہوا تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لقمہ اگلنا ادب کے خلاف سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس زہر کے اثر سے بیمار ہو گئے اور ایک روایت کے مطابق وہیں جاں بحق ہو گئے۔ لیکن بعض نے لکھا ہے کہ ایک سال بیمار رہنے کے بعد وفات پائی۔

زینب بنت حارث کے انجام کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے اس کو ہلاک باز پرس کی تو اُس نے اپنے جرم کا اقبال کیا اور کہا کہ میں نے اس لیے زہر دیا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو زہر آپ پر اثر نہ کرے گا اور اگر آپ پیغمبر نہیں ہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی۔ اب میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ سچے پیغمبر ہیں۔ پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا تو حضورؐ نے اس سے درگزر فرمایا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے اس کو حضرت بشرؓ کے قصاص میں قتل کرادیا۔ تیسری روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے زینب کو حضرت بشرؓ کے وارثوں کے سپرد کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت بشرؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کی کتاب سیرت میں سبقت فی الاسلام، شجاعت و شہامت، جذبہ فدویت اور حضورؐ سے والہانہ محبت و عقیدت سب سے نمایاں ابواب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یاد رہے: اگر آپ کے نام آنے والے رسالہ پر ”اس شمارے پر آپ کا چندہ ختم ہے“ کی مہر لگی ہوتی ہے تو آپ کو اپنا سالانہ زر تعاون سے ۱۵ یوم کے اندر اندر دفتر کے نام روانہ کر دینا چاہیے۔ اگر خدا نخواستہ آپ آئندہ خریداری جاری نہیں رکھنا چاہتے تو اسی مدت کے اندر دفتر کو مطلع فرمائیں۔

بصورت دیگر آئندہ شمارہ آپ کے نام بذریعہ وی۔ پی۔ پی روانہ کیا جائے گا جس کو وصول کرنے کے آپ اخلاقاً پابند ہوں گے۔

(میخ)

معالمِ مدینہ منورہ

حرمِ مدینہ

حرم : (بفتح الحاء الراء المثلین) جو چیز قابلِ تکریم ہو وہ حرم کہلاتی ہے۔

اصطلاحاً: وہ مقررہ حدود جن کے اندر شکار کرنا، درخت اور گھاس کاٹنا وغیرہ امور، شرعی طور پر ناجائز ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک دو حرم ہیں مکہ المکرمہ اور مدینہ منورہ۔

مکہ کے حرم ہونے میں کوئی اختلاف نہیں البتہ بعض الناس نے مدینہ کے حرم ہونے کا انکار کیا ہے حالانکہ مدینہ منورہ کا حرم ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔ ”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا عُنَدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَدِينَةَ حُرِّمَ مَا بَيْنَ عَيْرِ إِلَى ثَوْرٍ مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا أَوْ أَوَّاهِيَّ مُحْدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَوْفًا وَلَا عَدْلًا“ (صحیح مسلم)

مدحِ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ یہ صحیفہ اللہ کے نبی کی طرف سے ہے اور اس میں ہے کہ مدینہ منورہ جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک حرم ہے۔ جو شخص ان حدود کے اندر غلط کام کرے یا غلط کار کو پناہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفی یا فرضی عبادت قبول

نہ فرمائیں گے۔“

۲- حضرت بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر سے واپسی پر جب ہم مدینہ کے قریب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْنِ مِثْلَ مَا حَرَّمَ رَبِّي إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ - الْخَمَ“

کہ ”یا اللہ! جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام بنایا اسی طرح میں بھی ان دو پہاڑوں کے درمیانی علاقہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب الخمس - صحیح مسلم)

۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ کی پتھر پٹی زمینوں کے درمیانی علاقہ کو حرام قرار دیا۔ اگر میں ان حدود میں ہرن کو چرتے ہوتے دیکھوں تو اسے نہیں دھمکاؤں گا۔ اور آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہ میل تک مدینہ کو حرام قرار دیا۔“

۴- عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَا بَيْتَهَا لَا يَقْطَعُ عِصَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا - (صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام بنایا۔ میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی رقبہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔ اس کی جھاڑیاں نہ کاٹی جائیں اور نہ اس کا شکا کیا جائے۔“

۵- عَنْ سَهْلِ بْنِ حَلِيفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْدَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ، إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ (صحیح مسلم)

حضرت سہل بن حلیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ”یہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔“

ان احادیث کے علاوہ صحیحین میں اور حدیث کی دوسری کتابوں میں حضرت ابوسعید الخدریؓ، عبداللہ بن زید بن عامرؓ، رافع بن خدیجؓ، سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ (رضی اللہ عنہم)

سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر مندرجہ بالا پانچ احادیث پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دیں۔ آمین!

جُرف

مدینہ منورہ سے جنوب کی طرف تقریباً ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلہ پر وادی عقیق سے متصل جُرف نام کی ایک وادی ہے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس کا ذکر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کر کے رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ فرمایا۔ جب یہ لشکر اس وادی میں پہنچا تو اطلاع ملی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت بہت زیادہ ناساز ہو گئی ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہؓ لشکر سمیت واپس مدینہ آ گئے۔ فرماتے ہیں کہ میں جب حضرتؐ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے پھر میرے جسم پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میرے لیے دُعا فرما رہے ہیں۔

مکتبات (لائبریریاں)

مدینہ منورہ میں چھوٹی بڑی بہت سی سرکاری اور غیر سرکاری لائبریریاں ہیں جن میں بے شمار نادر اور نایاب نفیس کتابیں موجود ہیں۔ بعض مشہور لائبریریاں مندرجہ ذیل ہیں:

مکتبۃ المدینۃ المنورہ:

یہ مکتبہ مسجد نبوی سے جنوب کی جانب واقع ہے۔ مسجد اور مکتبہ کے درمیان ایک کھلی سڑک ہے۔ سعودی حکومت نے ۱۳۸۰ھ میں یہ مکتبہ قائم کیا۔ اس مکتبہ میں مطبوع اور قلمی کتابوں کی تعداد پندرہ ہزار سے متجاوز ہے۔

۲۔ مکتبۃ عارف حکمت:

مکتبۃ المدینہ کے جوار میں مشرق کی جانب مسجد نبویؐ کے جنوب مشرقی گوشہ کے بالمقابل واقع ہے۔ صاحب مکتبہ نے ۱۴۰۲ھ میں یہ مکتبہ وقف کیا۔ چند سال قبل کے اعداد و شمار کے مطابق یہاں سات ہزار کتابیں ہیں، ان میں سے ۴۱۸ قلمی نسخے ہیں۔ ان میں سے اکثر کتابیں نایاب اور نادر ہیں۔

۳۔ مکتبہ محمودیہ :

سلطان محمود عثمانی نے ۱۲۸۲ھ میں اس مکتبہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد نبویؐ کے اندر باب صدیق اکبرؑ کے اوپر ایک کمرہ میں واقع تھا۔ اب باہر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس میں آٹھ ہزار کتابیں ہیں۔ ان میں سے پانچ ہزار قلمی ہیں۔

۴۔ مکتبہ الحرم الذبوی الشریف :

یہ مکتبہ سعودی حکومت کی طرف سے ۱۳۵۹ھ میں قائم کیا گیا۔ یہ بھی مسجد نبویؐ کے اندر ہی باب عمرؑ کے حواریں میں ہے۔ یہاں کتابوں کی تعداد چھ ہزار ہے اور چھ سو کے قریب قلمی نسخے ہیں۔

۵۔ مکتبہ مرکزیہ جامعہ اسلامیہ :

یہ جامعہ اسلامیہ کا مرکزی مکتبہ ہے جس میں تقریباً ہر موضوع پر کتابیں موجود ہیں شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر کتابیں یہاں نہ ہوں۔ عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی کتابیں موجود ہیں۔ اس مکتبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانوں کا علمی ذخیرہ حوالب تک مخطوط چلا آرہا ہے، جامعہ کی کوشش ہے کہ ان کتابوں کی فوٹو اسٹیٹ حاصل کر کے اس مکتبہ میں جمع کر لیا جائے۔ یہاں مخطوط کتابوں کے لیے علیحدہ شعبہ قائم ہے۔ اس مکتبہ کے علاوہ جامعہ کے زیر اہتمام دیگر ادارے کليات، ثانوی، متوسط اور دارالحدیث کے اپنے اپنے مکتبے ہیں جہاں معقول تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔

الجامعة الإسلامية

جامعہ اسلامیہ (یعنی مدینہ یونیورسٹی) عالم اسلام کی یونیورسٹی ہے جس کا انتظام سعودی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ یہاں دنیا بھر کے طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اس سال طلبہ کی مجموعی تعداد چھ ہزار ہے۔ معالم مدینہ کے ضمن میں جامعہ کا مختصر تذکرہ بے جا نہ ہوگا۔

تاریخ تاسیس :

جامعہ کے قیام سے قبل دینی علوم کی درسگاہ مسجد نبویؐ تھی، جہاں پر علماء اور مشائخ طلاب علم کو دینی علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ملک کے علمی حلقوں کی طرف سے بار بار مطالبہ ہوتا رہا کہ سرکاری طور پر ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جانی چاہیے جہاں فرزندان اسلام

کو علوم اسلامیہ سے مکاتفہ روشناس کرایا جاسکے۔

چنانچہ ۲۵۔ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کو جامعہ کی بنیاد رکھی گئی اور نام ”الجامعۃ الاسلامیۃ“ تجویز ہوا۔

خصوصیت:

اس جامعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دارالہجرۃ مدینۃ النبیؐ میں واقع ہے جسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد اپنا مسکن بنایا۔ جہاں سے اسلام کو اطراف عالم میں فروغ حاصل ہوا اور مختلف اطراف سے آکر لوگ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتے۔ صحابہ کرامؓ کی درس گاہ اور مدرسہ مسجد نبویؐ تھا۔ وقت کی ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اس عظیم یونیورسٹی کو جب متقل عمارت اور مزید جگہ کی ضرورت ہوئی تو اسے شہر سے باہر منتقل کرنا پڑا۔

جامعہ کے بنیادی مقاصد:

مندرجہ ذیل اہم مقاصد کی خاطر جامعہ کا قیام عمل میں لایا گیا:

- ۱۔ تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ دعوت اسلامیہ کو پوری دنیا میں عام کرنا۔
- ۲۔ اللہ وحدۃ لاشریک کی عبادت اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خالص اتباع کا جذبہ پیدا کر کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلامی روح کو اجاگر کرنا۔
- ۳۔ وقت کی ضرورت کے پیش نظر مختلف مضامین لکھوا کر شائع کرنا۔
- ۴۔ عالم اسلام سے آنے والے طلب علم کی خصوصی تربیت کرنا تاکہ وہ اسلامی اور عربی علوم میں ماہر اور دین میں فقیہ بن کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سلف صالح کے طریق کو اپنا کر اسلام کی تبلیغ کر سکیں اور مسلمانان عالم کو پیش آنے والی مشکلات کا حل سوچ سکیں۔
- ۵۔ دنیا میں علوم اسلامی سے متعلق کتابوں کو جمع کر کے ان کی حفاظت کرنا اور تحقیق کر کے شائع کرنا۔
- ۶۔ عالم اسلام میں موجود یونیورسٹیوں اور دیگر اسلامی درسگاہوں سے رابطہ قائم کر کے خدمت اسلام کے سلسلہ میں ان سے تعاون کرنا۔

کلیات (فیکلٹیز)

اس وقت جامعہ کے زیر اہتمام پانچ کلیات جاری ہیں۔

۱۔ کلیۃ الشریعة :

جامعہ کے قائم ہوتے ہی سب سے پہلے یہ کلیہ قائم کیا گیا اور ۲۔ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ کو یہاں تعلیم کی ابتداء ہوئی۔

۲۔ کلیۃ الدعوة واصول الدین :

یکم رجب ۱۳۸۶ھ کو ابتداء ہوئی۔

۳۔ کلیۃ القرآن الکریم والدراسات الاسلامیة :

یہاں ۶ شوال ۱۳۹۲ھ کو تعلیم شروع ہوئی۔

۴۔ کلیۃ اللغۃ العربیۃ والاداب :

اس میں ۲۴ شوال ۱۳۹۵ھ سے تعلیم کی ابتداء ہوئی۔

۵۔ کلیۃ الحدیث الشریف والدراسات الاسلامیة :

۱۳۹۶ھ میں اس کلیہ کی بنیاد رکھی گئی اور ۲۴ شوال سے تعلیم کا آغاز ہوا۔

تمام کلیات میں درست تعلیم چار سال ہے اور توحید، تفسیر، حفظ قرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ وغیرہ مضامین تمام کلیات میں مشترک ہیں۔

البتہ کلیۃ الشریعہ میں فقہ، اصول فقہ، کلیۃ الدعوة میں تبلیغ اور اصول تبلیغ، کلیۃ القرآن الکریم میں قرآن کریم کے علوم قرابت اور تفسیر، اعجاز القرآن، کلیۃ اللغۃ العربیہ میں عربی لغت کے علوم اور کلیۃ الحدیث الشریف میں حدیث نبوی کے متعلق فنون اور علوم کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ان کلیات کے علاوہ مندرجہ ذیل ادارے بھی جامعہ کے تحت تعلیمی فرائض سرانجام

دے رہے ہیں۔

۱۔ المعهد الثانوی (ہائی سکول)

۲۔ المعهد المتوسط (مڈل سکول)

۳۔ شعبۃ تعلیم اللغۃ

۴- دارالحديث مدینہ منورہ

۵- دارالحديث مکہ مکرمہ

ان تمام اداروں میں طلبہ کو درسی کتب کے علاوہ بہت سی مفید علمی کتب دی جاتی ہیں مثلاً "کلیۃ الشریعۃ" کے پہلے سال میں "المغنی لابن قدامہ" دی جاتی ہے جو کہ فقہ حنبلی کا مرجع ہے۔ "کلیۃ الدعوة" میں البدایہ والنہایہ" دی جاتی ہے۔ کلیۃ القرآن میں تفسیر طبری اور کلیۃ الحدیث میں تہذیب التہذیب، تذکرۃ الحفاظ، خلاصہ تہذیب الکمال اور النہایہ لابن الاثیر وغیرہ کتب دی جاتی ہیں۔

المراجع:

القرآن الکریم - صحیح البخاری - صحیح مسلم - سنن النسائی - منہج المعبود بترتیب مسند الطیالسی
ابی داؤد - وفاء الوفاء للمسہوی - سیرت ابن ہشام - فضول من تاریخ المدینۃ شیع علی فا
سیرۃ المحرمین ابراہیم رفعت پاشا - مختصر سیرۃ الرسول، شیخ محمد بن عبد الوہاب -
آثار المدینۃ المنورۃ، عبد القدوس الانصاری - دلیل الجامعۃ الاسلامیۃ -

کتنے ان میں سے گئے دنیا سے بے گور و کفن

مولانا عبد الرحمن عاجز، ایروڈ ٹی وی

اور ہم محو جمال غنچہ و سرود سمن
کتنے ان میں سے گئے دنیا سے بے گور و کفن
اور اے انسان تو ہے عیش و عشرت میں مگن
جس کی منزل دور ہو اور راستہ جس کا کٹھن
موت اس آغاز کے انجام پر ہے خندہ زن
ہر قدم پر راہزن ہے ہر قدم پر اہرمن
دھوپ تپت داشت جو کرتا نہیں نازک بدن

زندگانی شاہراہ موت پر ہے گامزن
ہر طرح کی نعمتیں دنیا میں تھیں حاصل جنہیں
قبر تجھ کو یاد کرتی ہے ہر اک دن پانچ بار
وہ بشر سوتا نہیں ہر گز کبھی غفلت کی نیند
مست ہے تو اس قدر کیوں نیست بخش آواز پر
ہوشیار اے رہروان راہ عقبی ہوشیار
وہ سے گا کس طرح نارِ جہنم کا عذاب

تو ہے بے آرام عاجز جن کی راحت کے لیے
حشر میں کام آئیں گے تیرے نہ فرزند و زن

کتاب

نام کتاب عالم برزخ
 مؤلف مولانا عبدالرحمن عاجز
 ناشر رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد
 صفحات ۳۹۶ صفحات
 قیمت ۲۷ روپے غیر مجلد، مجلد ۳ روپے — کتابت، طباعت آفٹ

جبکہ ہر شخص دنیا کمانے کی فکر میں ایک پھر کی طرح گھوم رہا ہے یہاں تک کہ اسے اطمینان سے کھانا کھالینا اور پانی پی لینا بھی نصیب نہیں، رات کو اگر آرام کرنے کا کچھ موقع ملا بھی تو ہر آن یہ دھڑکا کہ کوئی چور، ڈاکو، تجوری میں بند دولت کو اڑا کر نہ لے جاتے، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ہر شخص اعصابی مریض بن کر رہ گیا ہے کہ اسے نہ دن کا چین نصیب ہے نہ راتوں کا سکون — پھر بتاتے کہ اس دولت کا کیا فائدہ جو اپنے ہی کام نہ آ سکے؟ — انسان اچھا کھانے اور اچھا پہننے ہی کے لیے تو یہ سب کچھ کر رہا ہے، لیکن جب کھانے، پہننے اور پہننے ہی کا ہوش باقی نہ رہے تو ایسی دولت کس کام کی؟ — کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اَنْتَ لِلْمَالِ اِذَا امْسَكَتَهُ فَاِذَا انْفَقَتْهُ فَالْمَالُ لَكَ

کہ جب تو مال کو لگن گن کر روک رکھے گا تو گویا تو اس (کی خدمت) کے لیے (وقف) ہے، لیکن جب تو اسے (راہِ خدا میں) خرچ کرے گا تو اس صورت میں یہ مال تیرا (خادم) ہے (کہ آخرت میں تیرے کام آئے گا)۔

یہ حقیقت ہے کہ آج ہم دولت دنیا برائے دنیا کے اسیر ہو کر رہ گئے ہیں اور ہماری

تمام تر توانائیاں اسی کے لیے صرف ہو رہی ہیں (الاباء استند) حالانکہ یہ دولت فانی اور آنی جانی چیز ہے، لیکن وہ چیز کہ جسے بقائے دوام حاصل ہے، جس پر ہماری ابدی کامرانی یا ابدی ناکامی کا انحصار ہے، اسے نہ تو ہم کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی اس راہ کی کٹھن منزلوں کا ہمیں کچھ احساس ہے۔ یہ زندگی ایک نہ ایک دن ختم ہو رہے گی، موت ایک اٹل حقیقت ہے، قبر ایک یقینی منزل ہے، حشر ضرور پیا ہوگا، آخرت ایک دائمی زندگی ہے اور جزا و سزا ناقابل تردید حقائق ہیں! — لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان پر خطر راہوں سے بہ سلامت گزر جانے کے لیے آپ کو تیار کر رہے ہیں؟ — پھر کیا وہ لوگ انتہائی خوش قسمت نہیں جو نہ صرف خود اس کے لیے مستعد ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ان آلام و مصائب سے آگاہ کر کے ان سے بچ جانے کی تلقین کو اپنا مقصد حیات قرار دے چکے ہیں؟ ایک طرف وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اپنا بھی خیال نہیں اور دوسری طرف وہ کہ جو دوسروں کے غم میں بھی گھلے جا رہے ہیں، کیا یہ جذبہ انتہائی قابل قدر نہیں؟ — ”عالم برزخ“ اسی مستحسن جذبہ کا ایک کامیاب اظہار ہے!

مولانا عبد الرحمن عاجر، مؤلف ”عالم برزخ“ سے اس احقر کو ذاتی واقفیت حاصل ہے ”موت“ انکا ایک مستقل موضوع ہے، وہ نہ صرف اس موضوع پر نثر و نظم میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں بلکہ وہ لوگوں سے ملنے جلنے کے وقت دوران گفتگو میں بھی انہیں فکر آخرت کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔

”برزخ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے — انسان برزخ ہی میں سے گزر کر عدم سے وجود میں آیا ہے اور پھر عالم وجود سے عالم آخرت کی طرف بھی برزخ ہی میں سے گزر کر جائے گا۔ ”برزخ“ کے معنی پردہ کے ہیں، یعنی ال کی کیفیات ہماری سمجھ سے ماوراء اور اس کے حالات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں — مثلاً ہر انسان نے شکم مادر میں پرورش پائی ہے لیکن اس کی کیفیت کوئی بھی نہیں جانتا، حتیٰ کہ کسی شخص کو اپنا زمانہ شیرخوارگی بھی یاد نہیں — علاوہ ازیں کوئی انسان ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن رحم مادر میں وہ زندگی ایسی نعمت سے سرفراز ہوتا ہے گویا اس کی زندگی کی ابتداء ہی وہاں ہوتی ہے جہاں ہوا کا گزر بھی محال ہے — تو پھر کیا کوئی شخص ان حالات سے عدم واقفیت یا ہوا کے بغیر زندگی کے ناممکن ہونے کے ثبوت کی بناء پر ان کیفیات و حقائق سے انکار

کر سکتا ہے؟ — بالکل اسی طرح ہر انسان جب مرکز قبر میں پہنچتا ہے تو مختلف احوال و کیفیات سے دوچار ہوتا ہے، جو اگرچہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں لیکن ان کا انکار حقیقت کا منہ پرٹانے کے مترادف ہے۔ — زیر نظر کتاب میں مولانا موصوف نے انہی کیفیات و احوال نیز قبر میں جزا و سزا کی نہ صرف تفصیلات کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کی ہیں بلکہ ان کے مستند ٹھوس، نقلی اور عقلی دلائل بھی فراہم کیے ہیں۔ — اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ عذابِ قبر کا ثبوت قرآن مجید میں کہیں نہیں ملتا، مولانا نے اثباتِ عذابِ قبر سے متعلق متعدد دلائل قرآن مجید سے پیش کر کے اس غلط فہمی کا کما حقہ ازالہ کر دیا ہے! علاوہ ازیں انہوں نے ان افعال کی نشاندہی بھی کی ہے جو عذابِ قبر کا سبب بنتے ہیں اور وہ اعمال بھی درج کیے ہیں جن کے باعث عذابِ قبر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

قبر و قیامت کے احوال اور ایمان بالآخرت انسان کو اپنا محاسبہ خود کرنے پر مجبور کرتے ہیں جسے مرنے کے بعد محاسبہ اعمال کا یقین ہے وہ کبھی بھی دنیاوی زیب و زینت کا گرویدہ ہو کر خواہشاتِ نفسانی کا اسیر نہیں رہ سکتا۔ موجودہ اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا ایک بڑا سبب ہم میں فکرِ آخرت کا فقدان ہے، اور فلمی رسالوں، ڈائجسٹوں اور ناولوں کے اس دور میں وہ لوگ انتہائی قابلِ قدر ہیں جو بے راہ اور غافل انسانوں کو اپنی آخرت سنوارنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان لوگوں کے حلقہ میں شامل ہونے، اپنی آخرت کو کامیاب بنانے اور مولانا کو مزید خدمتِ دین کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین!

ہمارے خیال میں سفید کاغذ پر طبع ہونے والی پلاسٹک کے خوبصورت گردپوش سے مزین یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے میں ہونی چاہیے کہ اسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا اور خدا یاد آجاتا ہے۔ — ایسی بہترین کتاب میں پروف ریڈنگ کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دینا انتہائی زیادتی ہے۔ — امید ہے مولف موصوف آئندہ ایڈیشن میں اس کا خصوصی اہتمام فرمائیں گے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ سَيِّدِي

مرتب۔ راز کا شمیری۔ ناشر و میرٹ مشن پاکستان لاہور سفید کاغذ، خوبصورت طباعت، قیمت جلد ۳۳ روپے پاکستان کے علمی اور ادبی حلقوں میں جناب راز کا شمیری کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

وہ ایک نغمہ گو شاعر اور بلند پایہ ادیب ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قلبِ تپان سے نوازا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے مختلف شعرا کی ایسی ۸۰ لہجہیں جمع کر دی ہیں جن میں صلی اللہ علیہ وسلم روایت کے طور پر آتا ہے۔ شعرا کرام میں امیر مینائی، ظفر علی خاں، سیما بک آبادی، بیدم وارثی، اثر صہبائی، ملک نصر اللہ خاں عزیز، احسان دانش، نعیم صدیقی، احمد ندیم قاسمی، شورش کاشمیری، اقبال صفی پوری، اقبال سمیل، یوسف ظفر، زائر حرم حمید صدیقی، ماہر القادری، عبدالعزیز خالد، طفیل ہوشیار پوری، حامد حسن قادری، تابش صدیقی، راسخ عرفانی، عزیز حاصل پوری، بہزاد لکھنوی، حافظ مظہر الدین، حفیظ تائب، نظیر لدھیانوی، حافظ لدھیانوی، قیوم نظر اور مظفر وارثی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ بقول جناب حفیظ تائب صاحب ”ہر شاعر کی جدت طبع نے عقیدت و محبت کے نوبہ نگل بوٹے لگائے ہیں، ان تمام نعمتوں میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں جو ادبیاتِ عالیہ میں شمار ہوتی ہیں۔“ جناب راز کاشمیری نے اس مبارک گلدستہ کے مرتب کرنے میں بڑی محنت اور کاوش کی ہے۔ اس کے لیے وہ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق بھی ہیں اور ہمارے شکریے کے بھی۔ اللہ تعالیٰ جناب کاشمیری کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور جن شعرا کی نعمتیں اس مجموعے میں شامل ہیں ان کو اجرِ جزیل سے نوازے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر صاحبِ دل کے لیے برکت کا باعث بھی ہے اور شاہِ لوح کا سامان بھی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھنے والے ہر گھرانے میں اس کتاب کی موجودگی قلب و نظر کی تطہیر اور ایمان کی تازگی کا باعث ہوگی، کتابتِ طباعت اور کاغذ ہر چیز اس کتاب کے شایانِ شان ہے اور ۳۳ روپے میں صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ یہ پاکیزہ گلدستہ بہت ارزان ہے۔

- ❖ محدث آپ کا اپنا رسالہ ہے، اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا دینی فریضہ ہے۔
 - ❖ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیے تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو۔
 - ❖ وی۔ پی۔ پیکیٹ میں کبھی پرانا پرچہ بھی روانہ کیا جاسکتا ہے۔ اسے کسی بے قاعدگی پر محمول نہ فرمائیے۔ وی۔ پی۔ پی۔ قبول کر لینے کی صورت میں تازہ رسالہ بعد میں عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔
- والسلام!
- (منیجر)

Monthly MOHADDIS Lahore-14

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

- ✱ عباد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ باطل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن تعصبات سے بالاتر وہ کہ
 اقامِ تقسیمِ اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔
 ✱ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں نخل کا درجہ رکھتے ہیں۔
 لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت
 کی تباہی کا سبب ہے۔
 ✱ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے۔ لیکن
 دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا جہنیت
 دہنی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔
 ✱ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالِحِ دینیہ کے خلاف ہے۔
 لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی مروج
 کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
 ✱ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے۔ لیکن
 عجدِ ابو دین سیاست سے چٹکنی تو رہ جاتی ہے چٹکنی
 ✱ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے۔ لیکن جاہلیت
 کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عینِ جہاد ہے۔



اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مَحَلِّث

مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس
 کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

زیر سالانہ ۱۵ روپے